UNIVERSAL LIBRARY
OU_226124
UNIVERSAL LIBRARY

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

جلد | جلد

رسالہ

عمدۃ الفقہ

(جو)

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس اور عام فہم اردو زبان مین سب سے پہلا اور بے نظیر باہوار رسالہ ہی

(مرتبہ)

خاکسار سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور غفر لہ اللہ الغفور

(باہتمام)

کاربردازان صحیفہ مبارکہ انجمن ابقاہا اللہ واد امہا واعانہا آمین

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہوا ۱۳۳۳ھ

مقاصد رسالہ

اس رسالہ مین بتوفیق الٰہی نہایت تحقیق سے فقہ کے مسائل ترتیب عام فہم سلیس اُردو زبان مین لکھے جاتے ہین اور کوشش کیجاتی ہو کہ کوئی ضروری مسالہ فروگذاشت نہ ہو۔ معاملات مین زیادہ اہتمام کیا جائے گا کہ اُس کے تمام جزئیات بہت مفصل لکھی جائین۔ تجارت روزمرّہ کے معاملات۔ زمینداری۔ کاشتکاری۔ خرید و فروخت وغیرہ کے متعلق بہت تحقیق سے کام لیا جاتا ہے۔

اس رسالہ مین قابل قدر چند چیزین ہین (۱) سلاست زبان (۲) عمدگی ترتیب (۳) جامعیت مسائل (۴) تحقیق مسائل۔ اور سب سے زیادہ قابل قدر یہ ہو کہ موجودہ زمانہ مین حکمائے یورپ کے اختراعات سے جو نئی چیزین پیدا ہو گئی ہین یا انقلاب زمانہ سے جو معاملات کی صورتین بدل گئی ہین مثل تار۔ ڈاک۔ بنک۔ ٹکٹ۔ نوٹ۔ اسٹامپ وغیرہ کے احکام بھی نہایت تحقیق کے ساتھ بیان کئے جائین گے۔

قواعد رسالہ

یہ دینی مقدس رسالہ ہر عربی مہینہ کے اخیر عشرہ مین ایک مرتبہ شائع ہوتا تھا جسکا حجم ایک جز ہوتا تھا مگر اب پوری پوری جلدین بعد کامل ہو جانے کے فروخت ہوتی ہین تقریبًا ہر جلد کی قیمت آٹھ آنے ہوتی ہو شائقین کو چاہئے کہ جدید جلدون کی تیاری کا حال دفتر النجم سے دریافت کرتے رہین۔ اور جو صاحب چاہین اپنا نام اُسکے خریدارون مین لکھوا دین کہ جب جلد تیار ہوا کرے اُنکے پاس ویلو بھیجدی جایا کرے۔

خریداران کو اپنا پتہ صاف حرفون مین لکھنا چاہئیے جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے۔

راقم سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا ازکی المرسلین ۔ بالشریعۃ السھلۃ البیضاء وکتاب مبین ۔ سیدنا محمد المحمود فی زبر الاولین ۔ فصلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ الذین بھم تکامل نصاب الدین ۔ ورضی عنھم رب العلمین ۔

جب حق سبحانہ کی نامحدود عنایت سے جو اس بندہ ناچیز پر ہی علم الفقہ کی تیسری جلد ختم ہو چکی جسمین صوم کا بیان ہی تو اب مین اس چوتھی جلد کو شروع کرتا ہون اسمین زکوۃ کا بیان ہوگا قادر ذوالجلال محض اپنے فضل و کرم سے اس جلد کو بھی اپنی مرضی کے موافق اتمام کو پہونچائے اور مسلمانون کو اس سے بھی ویسا ہی متمتع فرمائے جیسا پہلی تین جلدون سے متمتع فرمایا اور مجھے حق لکھنے کی اور خطا سے بچنے کی توفیق دے ۔ بر حسب اللہ عبد اقال امینا مین اپنے پروردگار کے احسان کا شکر کسطرح ادا کرون کہ اسنے مجھ جیسے ناقابل و ناچیز کو اس دینی خدمت کے لیے منتخب فرمایا جس سے آج صدہا مسلمانون کو فائدہ پہونچ رہا ہی ۔ سچ ہی ۔

داد حق را قابلیت شرط نیست ۔ بلکہ شرط قابلیت داد اوست ۔ فلہ الحمد اولاً و آخراً ۔

زکوۃ کے معنی لغت مین طہارت اور برکت اور بڑھنے کے ہین اور اصطلاح شریعت مین اپنے مال کی مقدار معین کے اس جزء کا جسکو شریعت نے مقرر کردیا ہی کسی مستحق کو مالک بنا دینا

چونکہ اس فعل سے باقی مال پاک ہوجاتا ہی اور اُسمین حق تعالی کی طرف سے برکت عنایت ہوتی ہی اور اُس مال کی دنیا مین بھی ترقی ہوتی ہی اور آخرت مین اللہ پاک اُسکا دس گُنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہی اسیلیے اسکا نام زکوۃ رکھا گیا۔

زکوۃ بھی نماز کی طرح تمام انبیا کی امتون پر فرض تھی ہان اُسکی مقدار اور اُس مال کی تحدید مین جیسپر زکوۃ فرض ہو ضرور اختلاف رہا اور یہ بھی یقینی ہی کہ اسلام مین اُسکے متعلق بہت آسان احکام ہین اگلی امتون پر اتنی آسانی نہ تھی۔

زکوۃ کی فضیلت اور اُسکی تاکید

زکوۃ کی فضیلت اور تاکید کے لیے یہ بات کیا کم ہی کہ قرآن مجید مین تبیس جگہ تو اُسکا ذکر نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ فرمایا گیا ہی اور بہت جگہ اُسکا ذکر علیحدہ بھی ہی اُسکے ادا کرنے والون کو دلکش اور سچے وعدون سے عزت دیگئی ہی اور اُسکے ادا سے باز رہنے والون کو ایسے سخت سخت عذاب کی خبر دی گئی ہی کہ خدا جانتا ہی ایمان والون کے دل اُس عذاب کے خیال کرنے سے کانپ اُٹھتے ہین آفرین ہی اُن لوگون کی مردانہ ہمت پر جو اُس عذاب کے برداشت کرنے کو تیار ہوگئے ہین۔

زکوۃ اسلام کا ایک بڑا رکن ہی اُسکی فرضیت قطعی ہی منکر اُسکا کافر اور تارک اُسکا فاسق ہی اب مین بطور نمونہ چند آیات و احادیث زکوۃ کی تاکید کے متعلق نقل کرتا ہون۔

آیات (۱) ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (بقرہ) **ترجمہ** (قرآن مجید) اُن پرہیزگارون کے لیے ہدایت ہی جو غیب پر ایمان رکھتے ہین اور نماز پڑھا کرتے ہین اور جو ہمنے اُنکو دیا ہی اُس سے

ہماری راہ مین خرچ کرتے ہین یہ آیت قرآن مجید کی ابتدائی آیت ہی دیکھیے کتنی سخت تاکید ہی قرآن مجید کی ہدایت سے فیضیاب ہونے کا انھین لوگون سے وعدہ کیا گیا جو نماز پڑھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین۔

(۲) وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (بقرہ) **ترجمہ** اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور نماز پڑھنے والون کے ساتھ (ملکر جماعت سے) نماز پڑھا کرو۔

(۳) وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ (بقرہ) **ترجمہ** اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور (یقین کرلو کہ) جو نیکی تم اپنے لیے (مرنے سے) پہلے کرلوگے اُس (کے ثواب) کو تم اللہ کے یہان پاؤگے۔

(۴) لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّائِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ الی قولہ تعالی اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (بقرہ) **ترجمہ** لیکن نیک وہ شخص ہے جو اللہ پر اور (اُسکے) فرشتون اور پیغمبرون پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت پر (اپنے) قرابت والون اور یتیمون اور غریبون کو اور مسافر کو اور سوال کرنے والون کو مال دے اور غلامون (کے آزاد کرانے) مین (خرچ کرے) اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے یہی لوگ ہین جو سچے (ایماندار) ہین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین۔ دیکھیے اس آیت مین سچے ایماندار اور پرہیزگار ہونے کا حصر ان صفات پر کردیا گیا۔

(۵) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ (بقرہ) اے ایمان والو جو کچھ

ہمنے تمکو دیا اُس سے کچھ (ہماری راہ مین) خرچ کرو اُس دن کے آنے سے پہلے جسمین نہ خرید فروخت ہوگی اور نہ (کسی کی) دوستی اور سفارش (کام آئیگی)

(۶) مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ (بقرہ) **ترجمہ** اُن لوگون (کے مال) کا حال جو اللہ کی راہ مین اپنے مال کو خرچ کرتے ہین اُس دانے کے مثل ہے جو سات بالیان نکالے اور ہر بالی مین سو دانے ہون (یعنی ایک چیز کا ثواب سات سو گنا ملیگا) اور اللہ جسکے لیے چاہتا ہی اس سے (بھی) بڑھا دیتا ہی۔

(۷) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ) **ترجمہ** ای ایمان والو اپنی پاک کمائیون سے اور اُس چیز سے جو ہمنے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہی (ہماری راہ مین) خرچ کرو۔

(۸) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ (بقرہ) **ترجمہ** اگر تم صدقے ظاہر کر کے دو تو وہ (بھی) اچھا ہی اور اگر اُنکو چھپاؤ اور فقیرون کو دو تو وہ تمھارے لیے (زیادہ) مفید ہی اور تمھارے گناہ تمسے دور کر دیگا۔

(۹) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (بقرہ) **ترجمہ** جو لوگ اپنے مال دن رات کھلے اور چھپے (اللہ کی راہ مین) خرچ کرتے ہین تو اُنکے لیے اُنکی مزدوری اُنکے پروردگار کے یہان ہی اور (وہان) نہ اُنپر خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہونگے۔

(۱۰) وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ

سَنُؤْتِیْہِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا (بقرہ) **ترجمہ** اور نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے یہی لوگ ہین جنکو ہم بڑا (اچھا) بدلہ دینگے۔

(۱۱) وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھَارُ (مائدہ) **ترجمہ** اور اللہ نے (اہل کتاب سے) فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے (سب) پیغمبرون پر ایمان لاؤ اور اُن کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو مین تمھارے ساتھ ہون اور بیشک مین تمھارے گناہ تم سے دور کردونگا اور ضرور تمھین ایسے باغون مین داخل کرونگا جنکے (درختون کے) نیچے نہرین بہ رہی ہین۔

(۱۲) وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ (اعراف) **ترجمہ** اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہی پس عنقریب مین اُسکو اُن لوگون کے لیے مقرر کردونگا جو پرہیزگار ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین اور وہ لوگ جو ہماری آیتون پر ایمان لایا کرتے ہین۔

(۱۳) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ (انفال) **ترجمہ** مومن وہی لوگ ہین کہ جب (اُنکے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائین اور جب اُنکو اللہ کی آیتین پڑھ کے سنائی جائین تو اُنکا ایمان بڑھ جائے اور وہ اپنے

پرور دگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں وہ (ایسے) لوگ (ہین) کہ نماز پڑھتے ہین اور جو کچھ ہمنے دیا ہی اُس سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین انھین کے لیے اُنکے پرور دگار کے یہان (بڑے) درجے ہین اور بخشش اور عمدہ رزق۔ اس آیت کا حصر بھی دیکھنے کے قابل ہی۔

(۱۴) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ (توبہ)

ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کرلین اور نماز پڑھنے لگین اور زکوۃ دینے لگین تو انکی راہ (نہ بند کرو اور انکو تکلیف نہ دو بلکہ ان کو) چھوڑدو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص زکوۃ نہ دیتا ہو وہ اسلام کی امان مین نہین ہی اسی سبب سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوۃ نہ دینے والون سے جہاد کیا۔

(۱۵) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (توبہ)

ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کرلین اور نماز پڑھنے لگین اور زکوۃ دینے لگین تو دین مین تمھارے بھائی ہین معلوم ہوا کہ جو لوگ زکوۃ نہین دیتے وہ دینی بھائی نہین ہین ذرا اس بات پر غور کیجیے کہ کہان تک پہونچتی ہی۔

(۱۶) وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (توبہ) ترجمہ اور نماز پڑھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین یہی لوگ ہین کہ عنقریب اللہ انپر مہربانی کریگا۔

(۱۷) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ بِهَا (توبہ) ترجمہ (اے نبی) ان کے مالون سے تم صدقہ لو جسکے ذریعے سے تم انکو (گناہون سے) پاک کرو اور ان (کے دلون) کو صاف کرو۔ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا گناہون کی معافی کا سبب ہی

(۱۸) وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا (مریم) ترجمہ (اور حضرت مسیح

علیہ السلام نے فرمایا) کہ اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جبتک مین زندہ رہون معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف شریعت اسلامیہ کے ساتھ خاص نہین بلکہ تمام پیغمبرون کو اسکا حکم دیا گیا ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ انبیا علیہم السلام پر زکوٰۃ فرض نہین حضرت مسیح علیہ السلام کو حکم دینے سے یہ مقصود ہے کہ وہ اپنی امت کو اس کی تعلیم کرین۔

(۱۹) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (مریم) ترجمہ اور (حضرت اسمعیل علیہ السلام) اپنے کنبے کو نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دینے) کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ دیکھیے زکوٰۃ کی تعلیم کو اللہ پاک نے ایک اولوالعزم پیغمبر کی تعریف مین ذکر فرمایا۔

(۲۰) وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ (انبیاء) ترجمہ اور ہمنے انکی طرف نیکیون کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے

(۲۱) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ

عــہ علما نے انبیا پر زکوٰۃ فرض نہونے کا سبب یہ بیان کیا کہ زکوٰۃ کی غرض گناہون سے پاک ہونا ہے اور انبیا یون ہی گناہون سے پاک ہوتے ہین مگر یہ وجہ درست نہین معلوم ہوتی اسلیے کہ زکوٰۃ حق مال ہے خواہ صاحب مال گناہون سے پاک ہو یا نہو بلکہ اصل وجہ اسکی جو میری ناقص فہم مین آتی ہے یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اللہ پاک کے پورے اور کامل بندے ہوتے ہین انکا حال بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسا رقیق (غلام) کا کہ کوئی چیز اُسکی ملک نہین ہوتی اُسکے ہاتھ مین جاہے جتنا مال آجائے سب اُسکے مالک کا ہوتا ہے اسیطرح انبیا علیہم السلام بھی کسی چیز کے مالک نہین ہوتے جو کچھ اُنکے ہاتھ مین آجائے وہ سب اللہ کا ہے پس جب وہ کسی مال کے مالک نہین ہوتے تو زکوٰۃ کس چیز کی دین یہی سبب ہے کہ اُن کے مال مین وراثت جاری نہین ہوتی اور اسی کی طرف اس صحیح حدیث مین اشارہ ہے کہ نَحْنُ مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ یعنی ہم گروہ انبیا کسی کو اپنا وارث نہین بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہے اسی سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مال متروکہ سے آپکی ازواج اور بنات کو حصہ نہین دیا گیا۔ ۱۲

فَاعِلُوْنَ (مؤمنون) **ترجمہ** بیشک کامیاب ہونگے وہ ایماندار جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہین اور وہ جو زکوۃ کے (ادا) کرنے والے ہین۔

(۲۲) قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلَالٌ (رعد) **ترجمہ** (ای نبی) میرے اُن بندون سے جو ایمان لائے ہین کہدو کہ نماز پڑھا کرین اور جو کچھ ہمنے اُنکو دیا ہی اُسمین سے کچھ (ہماری راہ مین) چھپے اور کھلے خرچ کیا کرین اُسدن (یعنی قیامت) کے آنے سے پہلے جسمین نہ خرید فروخت ہوگی اور نہ (لوگون کی) دوستی (کام آئیگی)

(۲۳) رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (نور) **ترجمہ** ایسے مرد کہ اُن کو کوئی تجارت اور کوئی بیع اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوۃ دینے سے غافل نہین کرتی وہ اُس دن (یعنی قیامت) سے ڈرتے ہین جسمین (خوف کے مارے لوگون کے) دل اور آنکھین اُلٹ جائینگے۔

(۲۴) وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (آل عمران) **ترجمہ** اور جو لوگ اللہ کے دیے ہوے مال مین بخل کرتے ہین وہ یہ نہ سمجھین کہ بخل اُنکے لیے مفید ہی بلکہ (وہ یقین کرلین کہ) وہ اُنکے لیے بُرا ہی عنقریب قیامت کے دن جس چیز کے ساتھ اُنھون نے بخل کیا ہی اُسکا طوق اُنھین پہنایا جائیگا۔ اس آیت کے مطلب کی توضیح حدیث سے ہوگی۔

(۲۵) وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ

لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (توبہ) ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی
جمع کرتے ہین اور اُسکو اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرتے تو (ای نبی) تم اُن کو
ایک دردناک عذاب کی خوشخبری دیدو جس دن کہ وہ (سونا چاندی) دوزخ کی
آگ مین گرم کیا جائیگا پھر اُس سے اُن (بدنصیبون) کی پیشانیان اور اُنکے پہلو اور اُنکی
پیٹھین داغی جائینگی (اور اُن سے کہا جائیگا کہ) یہ وہی (سونا چاندی) ہے جسکو تمنے
اپنے لیے جمع کیا تھا پس (اب) جو تمنے جمع کیا تھا اُس (کے مزے) کو چکھو اللہ اکبر
کیسی سخت وعید ہی کہ سننے سے دل کانپتا ہی ای مہربان پروردگار اپنے فضل و
کرم کیطرف نظر فرما اور اِس ناقابل برداشت عذاب سے اپنے برگزیدہ نبی کی مرحوم
اُمت کو بچالے اِن آیات کے دیکھنے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ زکوۃ کی کسقدر
تاکید اللہ پاک کو منظور ہی نماز اور زکوۃ کے سوا کسی عبادت کا اسقدر ذکر قرآن مجید
نہین ہی گو اُسکے مسائل روزے کی طرح بیان نہین فرمائے گئے یہ نہ خیال کرنا
چاہیے کہ جسقدر آیتون مین زکوۃ کا ذکر ہی ہمنے وہ سب یہان لکھدی ہین بلکہ ابھی
بہت سی آیتین باقی ہین جنکو ہمنے طول کے سبب سے نہین ذکر کیا اب ذرا ایک
سرسری نظر سے احادیث کو بھی دیکھیے۔

احادیث (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے
فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھکو یہی اچھا معلوم
ہوگا کہ تین دن بھی نہ گذرنے پائین کہ وہ سب خرچ ہوجائے اور
میرے پاس کچھ بھی نہ بچ جائے۔ (صحیح بخاری)
(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کو دو
فرشتے آسمان سے اُترتے ہین ایک یہ دعا کرتا ہی کہ اے اللہ سخی کو اُسکے

مال کا بدل عنایت فرما دوسرا دعا کرتا ہی کہ اے اللہ بخیل کو ہلاکی نصیب کر
(بخاری مسلم)

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ سے قریب ہی جنت سے بھی قریب ہی لوگون سے بھی قریب ہی اور دوزخ سے بعید ہی اور بخیل اللہ سے بھی بعید ہی جنت سے بھی بعید ہی لوگون سے بھی بعید ہے اور دوزخ سے قریب ہی اور بیشک سخی جاہل بخیل عابد سے اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ (ترمذی)

شیخ مصلح الدین شیرازی نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہی ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ✤ بہشتی نباشد بحکم خبر

(۴) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ کعبۂ مکرمہ کے سائے مین بیٹھے ہوئے تھے مجھکو دیکھکر آپ فرمانے لگے کہ پروردگار کعبہ کی قسم وہی لوگ نقصان پانے والے ہین مین نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ جنکے پاس مال زیادہ ہو مگر ہان جو اُس مال کو آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اللہ کی راہ مین خرچ کرین اور ایسے کم لوگ ہین۔ (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو اللہ مال دے اور وہ اُسکی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو اُسکا مال قیامت کے دن اُسکے لیے سانپ کی شکل مین ظاہر کیا جائیگا وہ اُسکے دونون جبڑون کو اپنے منھ مین لے لیگا یعنی اُسکو کاٹے گا اور کہیگا کہ مین تیرا مال ہون پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ

يَبْخَلُونَ الآيہ۔ (صحیح بخاری)

(۶) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتون کے ہاتھ مین کنگن سونے کے دیکھے تو اُنسے پوچھا کہ انکی زکوۃ دیتی ہو یا نہین اُنھون نے عرض کیا کہ نہین تب آپ نے فرمایا کہ کیا تمکو یہ منظور ہی کہ اسکے بدلے مین تمکو آگ کے کنگن پہنائے جائین اُنھون نے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا اسکی زکوۃ دیا کرو۔ (ترمذی)

(۷) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوئے قیامت مین میرے پاس نہ آئے اور مجھے پکارے یعنی مجھسے مدد چاہے اور مین اُس سے کہدون کہ مین تیرے لئے کچھ نہین کرسکتا مین نے تو تم لوگون کو احکام الٰہی سنا دیے تھے اور کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر لادے ہوے میرے پاس نہ آئے اور مجھے پکارے اور مین کہدون کہ مین تیرے لیے کچھ نہین کرسکتا مین تبلیغ کرچکا۔ (صحیح بخاری)

ذرا اس حدیث کو دیکھیے زکوۃ نہ دینے والے کو کیسے سخت عذاب کی خبر دیگئی ہے کہ وہ بکری اور اونٹ جنکی زکوۃ نہین دیگئی اُسکی گردن پر سوار ہون گے سب سے زیادہ مصیبت یہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی شفاعت سے انکار فرماتے ہین اب کہیے زکوۃ نہ دینے والون کا کہان ٹھکانا ہی۔

(۸) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک خرمے کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ خود اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکر اُسکے ثواب کو بڑھاتا ہی جیسے تم اپنے پالے ہوے بچّے کی پرورش کرتے ہو یہانتک

کہ وہ ثواب ایک پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہی (صحیح بخاری)

(۹) قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے سائے مین ہونگے اُن مین سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو بھی بیان فرمایا ہی جو ایسا چھپا کے صدقہ دے کہ اُسکے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہو۔ (صحیح بخاری)

(۱۰) ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ سے پوچھا کہ ہم مین سب سے پہلے آپ سے کون ملیگا ارشاد ہوا کہ جسکا ہاتھ تم سب مین بڑا ہوگا اُنھون نے اسکا ظاہری مطلب سمجھ کر ایک لکڑی سے سب کے ہاتھ ناپے تو ام المومنین سودہ کا ہاتھ سب مین بڑا نکلا مگر جب سب سے پہلے ام المومنین زینب کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کے بڑے ہونے سے سخاوت مراد تھی اور ام المومنین زینب سب سے زیادہ سخیہ تھین۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث کو دیکھیے صدقہ دینے کی کتنی فضیلت اس سے نکلتی ہی کیا کسی ایماندار کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی اور نعمت ہوسکتی ہی کہ مرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب اُسکو نصیب ہوجاتا وکلا یہ وہ نعمت ہی جسکے سامنے جنت بھی کوئی چیز نہین۔

(۱۱) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سُنا کہ اے لوگو آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ صدقہ دینا چاہیے کتنی ہی کم چیز ہو دوزخ سے نجات کا سبب ہوتا ہی۔ ایک حدیث مین وارد ہوا ہی کہ صدقہ ہر بلا کو رد کرتا ہی اور ہر مرض کو اس سے شفا ہوتی ہے۔

(۱۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین جب کوئی شخص کچھ مال صدقہ دینے کے لیے لاتا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور اُسکے لیے رحمت کی دعا فرماتے تھے چنانچہ ابو اوفیٰ رضی اللہ عنہ جب اپنا صدقہ لائے تو آپ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ اٰلِ اَبِیْ اَوْفیٰ اے اللہ رحمت نازل کر ابو اوفیٰ کے خاندان پر۔ (صحیح بخاری)

یہان تک تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کے حالات سخاوت ذکر کیے جائین اور صرف اُنھین پر اکتفا کیجائے جو نہایت صحیح طریقون سے مروی ہین تب بھی ایک جسیم دفتر کی ضرورت ہی۔

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور بعد اُسکے بہت جلد آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور مکان مین تشریف لیگئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے صحابہ نے اس خلاف عادت واقعہ کا سبب پوچھا تو ارشاد ہوا کہ سونے کا ایک ٹکڑا گھر مین رہگیا تھا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ وہ رات کو گھر مین رہے تو مین اُسکو تقسیم کر آیا۔ (صحیح بخاری)

(۱۴) ایک مرتبہ مرض وفات مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے تو آپ نے حکم دیا کہ اُنکو تقسیم کر دو حضرت ام المومنین فرماتی ہین کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سبب سے کچھ خیال نہ رہا آپ نے پھر مجھسے پوچھا کہ وہ دینار کیا ہوے مین نے عرض کیا کہ آپ کی بیماری کے سبب سے مجھکو کچھ خیال نہین رہا تب

آپ نے اُنکو اپنے ہاتھ مین رکھکر فرمایا کہ اللہ کے نبی کا کیا خیال ہی کہ اللہ سے اس حال مین ملاقات کرے کہ یہ اُسکے پاس ہون۔ (مسند امام احمد)

اب صحابہ کے حالات سنیئے کہ اُنھین زکوۃ کے معاملات مین کیسی سرگرمی ہوتی تھی اور صدقہ دینے پر کیسے حریص اور دلدادہ تھے اور کیون نہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر کہان جاسکتا ہی

آثار صحابہ سب سے بڑا واقعہ زکوۃ کے متعلق جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت مین بلکہ خلیفہ ہوتے ہی ہوا یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ زکوۃ کے منکر ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ زکوۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین فرض تھی آپ کے بعد اُسکی فرضیت نہین رہی صحابہ نے اُن لوگون کو مرتد سمجھا اور اُنسے اُسیطرح جہاد کیا جیسے مرتدون سے کیا جاتا ہی چنانچہ صحیح بخاری مین مروی ہی کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوے اور عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور حضرت صدیق رض نے اُنسے جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت فاروق رض نے اُنسے عرض کیا کہ آپ ان لوگون سے کیون جہاد کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہی کہ جب کوئی لا آلہ الا اللہ کہدے تو اُسکا جان و مال میری طرف سے مامون ہو جاتا ہی حضرت صدیق رض نے جواب دیا کہ خدا کی قسم جسنے نماز اور زکوۃ مین فرق سمجھا اُس سے مین ضرور لڑونگا خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کا چھوٹا بچہ بھی نبی صلی اللہ وسلم کے سامنے دیتے تھے اور مجھکو نہ دین گے تو مین اُنسے ضرور جہاد کرونگا حضرت فاروق رض فرماتے ہین کہ مین سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکر رض کے دل مین یہ بات ڈالی ہی پس مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ حق ہی۔

صحابہ مین بعض لوگ ایسے تھے کہ جو حاجت سے زاید ایک پیسے کا بھی رکھنا حرام سمجھتے تھے اور جو شخص ایسا کرے اُسکے لیے وہی عذاب بیان کرتے تھے جو الذین یکنزون الآیہ مین مذکور ہی حضرت ابو ذر غفاری بدری رضی اللہ عنہ کا ذکر اس مقام مین خاص طور پر کیا جاتا ہی اُنکو اس مسئلے مین سخت غلو تھا تمام لوگ اُنکے مخالف ہو گئے اسی کے سبب سے اُنکو اپنا پیارا وطن مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا مگر اس مسئلے سے نہ پھرے اخیر وقت تک یہی کہتے رہے کہ جو شخص زائد از حاجت ایک پیسہ بھی رکھیگا وہ اُسی سخت عذاب کا مستحق ہی اور صحابہ کی عموماً یہ عادت تھی کہ جس مسئلے کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتے تھے گو اُسکے اخذ کرنے مین اُنسے غلطی ہوئی ہو مگر پھر اُس سے رجوع نہ کرتے تھے صحیح بخاری مین ہی کہ زید بن وہب کہتے ہین کہ ایک مرتبہ میرا گذر مقام ربذہ مین ہوا تو مجھکو ابو ذر رضی اللہ عنہ ملے مین نے اُنسے پوچھا کہ آپ یہان کیسے رہتے ہین اُنھون نے کہا کہ مین شام مین تھا مجھ سے اور معاویہؓ سے اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہوا الذین یکنزون الذھب والفضۃ معاویہؓ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق مین ہی مین کہتا تھا کہ نہین اُنکے اور ہمارے سب کے حق مین ہے تو اُنھون نے حضرت عثمانؓ کو میری شکایت لکھ بھیجی حضرت عثمانؓ نے مجھکو مدینے مین بلا لیا مدینے والون نے میرے پاس سخت ہجوم کیا کہ گویا اس سے پہلے اُنھون نے مجھے دیکھا ہی نہ تھا تب مین نے حضرت عثمانؓ سے یہ کیفیت بیان کی اُنھون نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مدینے سے باہر کسی اور قریب کے مقام مین جا کر رہو اسی سبب سے مین یہان پڑا ہون —

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ بھی عادت تھی کہ جہان لوگون کا مجمع دیکھتے تو زکوۃ کا وعظ ضرور کہتے۔

صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ جنکے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا تو وہ صرف صدقہ دینے کے لیے مزدوری کرتے تھے بوجھ لادتے تھے صحیح بخاری مین ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب صدقے کی آیت اُتری تو ہم بازار جاکر مزدوری کرتے تھے اور بوجھ اُٹھاتے تھے جو کچھ ہمکو مل جاتا اُسکو صدقے مین دیتے تھے اللہ اکبر اس حرص کو دیکھیے کھانے کو میسر نہ تھا مگر صدقے کے فضائل سنکر اُنسے نہ رہا گیا خاص صدقے کے لیے محنت مزدوری کرتے تھے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صدقہ دینے کا حکم دیا حضرت فاروق رضی فرماتے ہین کہ اُسوقت اتفاق سے میرے پاس مال تھا مین اپنا نصف مال لے آیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر کبھی ابوبکر سے سبقت لیجاؤنگا تو وہ آج ہی کا دن ہوگا جب مین اپنا مال لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمنے اپنے گھروالون کے لیے کسقدر چھوڑ دیا مین نے عرض کیا کہ اسی قدر اور ابوبکر رضی اپنا کل مال لے آئے اُنسے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی پوچھا اُنھون نے عرض کیا کہ مین نے اپنے گھروالونکے لیے اللہ اور اُسکے رسول کو چھوڑ دیا ہی تب مین نے کہا کہ مین ابوبکر پر کبھی سبقت نہ لیجا سکون گا۔ (ترمذی)

غرضکہ اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہین جنسے صاف ظاہر ہی کہ صحابہ کو جیسی سرگرمی اور دلبری زکوۃ کے متعلق تھی اُسکی نظیر ملنا دشوار ہی۔ زکوۃ کے فضائل مین گو بظاہر ہمنے کچھ زیادہ بیان کیا مگر درحقیقت اسکی جسقدر تاکید اور

فضیلت شریعت اسلامیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ) مین بیان فرمائی گئی ہے اُسکا ایک شمہ بھی بیان نہین ہوا۔ لیکن مین امید رکھتا ہون کہ جسکے دل مین ایک ذرّہ برابر بھی ایمان ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک دن مجھکو خداوند رب العزت کے حضور مین جانا ہے وہ ان قدر قلیل تاکیدون کے دیکھنے بعد بھی اس امر کی جرأت نہین کرسکتا کہ اداے زکوۃ مین ذرا بھی کوتاہی کرے کیا کسی مین ایسی طاقت ہے کہ اُن عذابون کی برداشت کرلے جو زکوۃ نہ دینے والون کے لیے حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین ذکر فرمائے ہین۔

مقدمہ۔ جسمین اُن اصطلاحی الفاظ کا بیان ہوگا جو زکوۃ کے مسائل مین مستعمل ہوتے ہین۔

نصاب مال کی وہ خاص خاص مقدارین جن پر شریعت نے زکوۃ فرض کی مثلاً اونٹ کے لیے پانچ اور پچیس وغیرہ کا عدد اور بکری کے لیے چالیس اور ایک سو اکیس وغیرہ کا عدد اور چاندی کے لیے دوسو درم اور سونے کے لیے بیس مثقال۔

سائمہ۔ وہ جانور جنمین یہ تین باتین پائی جائین (۱) سال کے اکثر حصّے مین اپنے مُنھ سے چرکے اکتفا کرتے ہون اور گھر مین اُنکو کچھ نہ دیا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے مُنھ سے چرکے رہتے ہون اور نصف سال اُنکو گھر مین کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہین ہین اسیطرح اگر گھانس اُنکے لیے گھر مین منگائی جاتی ہو خواہ وہ بقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہین ہین۔ (۲) جو گھانس وہ چرتے ہون اُسکے چرنے کی کسی طرف سے ممانعت نہو اگر کسی کی منع کی ہوئی اور ناجائز گھانس

اُنکو چرائی جاے تب بھی وہ سائمہ نہ ہون گے (۳) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لیے رکھے گئے ہون۔ اگر دودھ اور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہون بلکہ گوشت کھانے کے لیے یا سواری کے لیے تو پھر وہ سائمہ نہ کھلائین گے۔

ضرورت اصلیہ۔ وہ ضرورت جو جان یا آبرو سے متعلق ہو یعنی اُسکے پورا نہونے سے جان کے یا آبرو کے جانے کا خوف ہو مثلاً کھانا پینا کپڑے رہنے کا مکان پیشہ ورکو اُسکے پیشے کے اوزار وغیرہ۔

درم۔ زکوۃ کے مسائل مین جب بولا جاتا ہی تو اُس سے دو ماشہ اور ڈیڑھ رتی مراد ہوتی ہی اور ایک ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہی اور ایک رتی چار جو کی ہوتی ہی پس ایک درم عـ۵ مین ستر جو ہوئے اور ساڑھے سترہ رتی۔

مثقال۔ تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہی۔ اسلئے کہ مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہی اور ایک قیراط پانچ جو کا ہوتا ہی پس ایک مثقال مین سو جو ہوئے اور سو جو کی (بحساب) چار جو فی رتی) پچیس رتیان ہوئین اور پچیس رتی کے

عـ۵ بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے مین درم مختلف اوزان کے تھی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین جب دیکھا کہ درم کے مختلف ہونے سے لوگوں مین نزاع ہوتی ہی تو اُنھون نے اس نزاع کے دور کرنے کے لیے ہر وزن کا ایک ایک درم لیکے گلوا دیا اور اُنکے تین درم برابر وزن کے بنوائے بعد اُسکے وزن کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر درم چودہ قیراط کا ہی پس اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور تمام عرب مین یہی درم رائج ہوا اسی حساب سے تمام شرعی فرائض مثل زکوۃ اور حد سرقہ وغیرہ کے ادا ہونے لگے یہان درم کا وہی وزن لکھا گیا وھکذا فی البحر الرائق وغیرہ ۱۲ عـ۵ علم الفقہ کی پہلی جلد کے صفحہ ۵۳ کے حاشیے مین درم کا وزن دو ماشہ ایک رتی لکھا ہی مگر وہ صحیح نہین غلطی سے ایسا لکھدیا گیا ہی ۱۲

بحساب (آٹھ رتی فی ماشہ) تین ماشے ایک رتی ہوئی۔

صاع[ع] انگریزی سیر کے حساب سے جو کلدار اسّی روپیہ کا ہوتا ہے سوا دو سیر نو تولے سات ماشے کا ہوتا ہی یا یون کہا جائے کہ پانچ ماشے کم دو سیر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہی غرضکہ پانچ ماشے کی کمی کوئی کمی نہین ایک صاع کو دو سیر ڈیڑھ پاؤ سمجھنا چاہیے کیونکہ حسب تصریح محققین ایک صاع ایک ہزار چالیس درہم کا ہوتا ہی اور ہر درہم دو ماشے ڈیڑھ رتی کا پس صاع مین دو ہزار دو سو پچھتر ماشے ہوے اور ان ماشون کے ایک سو نواسی تولے سات ماشے ہوے اور ان تولون کے بحساب اسّی تولے فی سیر دو سیر ایک پاؤ نو تولے سات ماشے ہوے۔

زکوۃ کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر زکوۃ فرض نہین۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر زکوۃ فرض نہین۔ نابالغ کے ملک مین چاہے جس قدر مال آجائے مگر نہ اُسپر نہ اُسکے ولی پر کسی پر بھی زکوۃ فرض نہین۔

(۳) عاقل ہونا۔ مجنون پر زکوۃ فرض نہین نہ اُس شخص پر جسکے دماغ مین کوئی مرض پیدا ہو گیا ہو اور اس سبب سے اُسکی عقل مین فتور آگیا ہو ہان اسقدر تفصیل ہی کہ جنون[ع] غیر اصلی اور یہ نقصان عقل اگر پورے سال بھر رہیگا تو زکوۃ فرض نہوگی اور اگر پورے سال بھر نہ رہے تو لغو سمجھا جائیگا اور زکوۃ فرض ہوگی البتہ اگر جنون

عہ صاع کا وزن جو یہان لکھا گیا یہ عراقی صاع کا ہی جو حنفیہ کے یہان معتبر ہی اور یہ حساب صاحب درمختار اور دوسرے محققین حنفیہ کے موافق ہی اور صاحب شرح وقایہ نے صاع کے حساب مین اختلاف کیا ہی مگر وہ اکثر حنفیہ کی نزدیک مقبول نہین اسلیے اختیار نہین کیا گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک حجازی صاع کا اعتبار ہے وہ انگریزی سیر سے ڈیڑھ سیر ایک چھٹانک کا ہوتا ہی ۱۲ عہ جنون اگر بالغ ہونیسے پہلے عارض ہوا ہو تو اصلی ہی ورنہ غیر اصلی

اصلی ہو تو اُسکا ہر حال مین اعتبار ہوگا سال بھر رہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی مثلاً کسی کو سال مین دو ایک مرتبہ جنون ہو جائے تو اس سال کی زکوٰۃ اُسپر فرض نہو گی بلکہ جسوقت سے اُسکا جنون زائل ہوا ہو اُسی وقت سے اُسکے سال کی ابتدا سمجھی جائیگی۔ (ردالمختار وغیرہ)

(۴) زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام مین ہونا جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت سے ناواقف ہوا ور دارالاسلام مین بھی نہ رہتا ہو اُسپر زکوٰۃ فرض نہین۔

(۵) آزاد ہونا غلام پر گو وہ مکاتب^عہ یا ماذون^عہ ہو زکوٰۃ فرض نہین۔

(۶) ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو جو چیز ایک سال تک قائم نہ رہتی ہو جیسے ککڑی کھیرا خربوزہ تربوزا ور باقی ترکاریان وغیرہ اُنپر زکوٰۃ فرض نہین۔

(۷) اُس مال پر ایک سال کامل کا گذر جانا بغیر ایک سال کے گذرے ہوئے زکوٰۃ فرض نہین۔

(۸) سال کے شروع اور آخر مین نصاب کا پورا ہو جانا چاہیے سال کے درمیان مین کم ہو جائے ہان اگر سال کے شروع یا آخر مین نصاب کم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

عہ مکاتب وہ غلام جسکو اُسکے آقا نے اس شرط پر آزاد کر دیا ہو کہ وہ اسقدر روپیہ کما کر اُسکو دیدے جبتک وہ اسقدر روپیہ کما کر نہ دے غلام رہتا ہے اور بعد دیدینے کے آزاد ہو جاتا ہے ۱۲ عہ ماذون وہ غلام جسکو اُسکے آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لا کر دے ۱۲

(۹) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جسکا مطالبہ بندون کی طرف سے ہو سکتا ہی خواہ وہ اللہ جل شانہ کا قرض ہو جیسے زکوۃ عشر خراج وغیرہ کہ حق اللہ تو ہین مگر اُنکا مطالبہ امام وقت کی طرف سے ہو سکتا ہی یا وہ قرض بندون کا ہو۔ زوجہ کا مہر بھی اسی قرض مین داخل ہے اگرچہ مؤجل ہو جو مال اس قسم کے قرض مین مستغرق ہو یا اسقدر قرض ہو کہ اُسکے ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نرہے تو اُس پر زکوۃ فرض نہین ہان اگر ایسا قرض ہو جسکا مطالبہ بندون کیطرف سے نہین ہو سکتا مثلاً کسی پر کفارہ واجب ہو یا حج تو اُسپر زکوۃ فرض ہوگی سال کے درمیان مین اگر قرض ہو جائے تو سمجھا جائیگا کہ وہ مال فنا ہوگیا یہان تک کہ اگر قرضخواہ اُس قرض کو معاف کردے تب بھی زکوۃ نہ دینا پڑیگی بلکہ جس وقت اُسنے معاف کیا ہے اُسوقت سے اُس مال کے سال کی ابتدا رکھی جائے گی۔

اگر کسی کے پاس کئی قسم کے مالون کا نصاب ہو اور اُسپر قرض ہو تو اُسکو چاہیے کہ قرض کو ایسی چیز کی طرف راجع کرے جسکی زکوۃ کم ہو اور اُسکی زکوۃ نہ دے مثلاً کسی کے پاس چاندی کا ایک نصاب ہو اور بکری کا بھی ایک نصاب ہو تو اُسکو چاہیے کہ قرض کو چاندی کے نصاب کیطرف راجع کرے کیونکہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوۃ بسبب اسکے کہ چاندی ارزان اور بکری گران ہی بکری کے ایک نصاب کی زکوۃ سے بہت کم ہوتی ہی ہان اگر وہ قرض اسقدر زیادہ ہو کہ ایک چیز کا نصاب اُسکے لیے کافی نہو تو پھر جتنے نصابون مین اسکی ادائی ممکن ہو اُسی قدر نصابون کیطرف راجع کیا جائیگا اور اُنکی زکوۃ نہ دیجائیگی۔

(۱۰) وہ مال اپنی اصلی ضرورتون سے زائد ہو جو مال اصلی ضرورتون کے لیئے ہو اُسپر زکوۃ فرض نہین۔ پس پہننے کے کپڑون پر اور رہنے کے گھر پر اور خدمت کے غلامون پر اور سواری کے گھوڑون پر اور خانہ داری کے اسباب پر زکوۃ فرض نہین اور اسیطرح اُن کتابون پر جو تجارت کی نہون خواہ کسی اہل علم کے پاس ہون یا کسی جاہل کے پاس ہون اور اسیطرح پیشہ ورون کے اوزار و اسباب پر زکوۃ فرض نہین خواہ وہ اوزار اس قسم کے ہون کہ اُنسے نفع لیا جاے اور وہ باقی رہین جیسے کلھاڑی بسولی وغیرہ یا ایسے ہون کہ نفع لینے سے اُنکی ذات فنا ہوتی جاتی ہو مگر اسمین یہ شرط ہی کہ اسکا اثر نہ باقی رہے جیسے صابون وغیرہ کہ دھونے سے خود فنا ہوتا جاتا ہی اور اُسکا اثر کپڑے پر باقی نہین رہتا اور اگر اثر باقی رہتا ہو تو اُسپر زکوۃ فرض ہوگی جیسے کُسم کہ رنگنے سے فنا تو ہوتا ہی مگر اُسکا اثر کپڑے پر باقی رہجاتا ہی پس اسپر زکوۃ فرض ہوگی۔

اور اسیطرح وہ روپیہ[ع] جو اپنی اصلی ضرورتون کے لیے رکھا ہوا سپر بھی زکوۃ فرض نہین بشرطیکہ وہ ضرورت اسی سال مین درپیش ہو اور اگر وہ ضرورت سال آیندہ مین پیش آنیوالی ہو یا بالفعل نہو تو پھر اُسپر زکوۃ فرض ہوگی۔ (رد المختار)

(۱۱) مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے ملک و قبضے مین ہونا جو مال ملک اور قبضے مین نہو یا ملک مین ہو قبضے مین نہو یا قبضے مین ہو ملک مین نہو اُسپر زکوۃ فرض

ع بعض فقہا نے لکھا ہی کہ روپیہ پر ہر حال مین زکوۃ فرض ہی خواہ ضرورت اصلیہ سے زائد ہو یا نہین مگر چونکہ علامۂ ابن مالک نے تصریح کردی ہی کہ اگر روپیہ اصلی ضرورتون کے لیے رکھا ہو تو اُسپر زکوۃ فرض نہین اور متون فقہ کی ظاہر عبارت بھی اسکی موید ہی لہذا علامۂ شامی لکھتے ہین کہ بہتر یہ ہی کہ دونون قولون مین اسطرح تطبیق دیجاے کہ نئی ضرورت اگر بالفعل موجود ہی تو زکوۃ فرض نہوگی ورنہ ہوگی ۱۲ (رد المختار)

نہین پس مکاتب کے کمائے ہوے مال مین زکوۃ نہین نہ اُسپر نہ اُسکے
مولی پر اس لیے کہ وہ مال مکاتب کی ملک مین نہین گو قبضے مین ہی اور مولی
کے قبضے مین نہین گو ملک مین ہی اور اسیطرح ماذون کی کمائی مین بھی زکوۃ فرض
نہین اور رہن کی ہوئی چیز پر بھی زکوۃ فرض نہین نہ رکھنے والے پر نہ رہن کرنے
والے پر اس لیے کہ رہن رکھنے والا اُسکا مالک نہین گو اُسپر قابض ہی اور رہن
کرنے والا اُسپر قابض نہین گو اُسکا مالک ہی اسیطرح جو مال ایک مدت تک
کھو یا رہا بعد اسکے ملگیا تو جس زمانے تک کھو یا رہا اُس زمانے کی زکوۃ فرض
نہین کیونکہ اُسوقت قبضے مین نہ تھا اسیطرح جو مال دریا مین گر جائے اور کچھ
دنون کے بعد نکالا جائے تو جس زمانے تک گرا رہا اُس زمانے کی زکوۃ فرض نہین
اسیطرح جو مال کسی جنگل مین دفن کر دیا گیا ہو اور اُسکا مقام یاد نہو اور کچھ
زمانے کے بعد یاد آجائے تو جتنے زمانے تک بھولا رہا اُسکی زکوۃ فرض نہین
ہان اگر کسی مکان مین دفن کیا گیا ہو اور اسکا مقام یاد نرہے اور پھر یاد آجائے
تو جس زمانے مین بھولا رہا اُسکی زکوۃ فرض ہوگی کیونکہ وہ مال قبضے سے باہر
نہین ہوا۔ اسیطرح جو مال کسی کے پاس امانت رکھا گیا ہو اور بھول جائے کہ کسکے
پاس رکھا تھا اور پھر یاد آجائے تو جس زمانے تک بھولا رہا اُسکی زکوۃ فرض نہوگی بشرطیکہ
وہ شخص جسکے پاس امانت رکھی گئی تھی اجنبی ہو اگر کسی جانے ہوے آدمی کے
پاس امانت رکھی جائے اور یاد نہ رہے تو اس بھولے ہوے زمانے کی زکوۃ بھی
فرض ہوگی اسیطرح اگر کسی کو کچھ قرض دیا جائے اور قرضدار انکار کر جائے اور
کوئی تمسک یا گواہی اُسکی نہو خواہ قرضدار مالدار ہو یا مفلس پھر چند روز کے بعد
وہ لوگون کے سامنے یا قاضی کے روبرو اقرار کرلے تو اس انکار کے زمانے کی

زکوۃ فرض نہو گی- اسیطرح جو مال کسی سے ظلماً چھین لیا جاے اور پھر چند روز کے بعد وہ اُسکو ملجائے تو جس زمانے تک وہ اُسکو نہین ملا اُس زمانے کی زکوۃ اُسپر فرض نہو گی حاصل یہ کہ جب مال قبضہ یا ملک سے نکلجائیگا تو زکوۃ فرض نرہیگی زکوۃ فرض ہونے کے لیے قبضہ اور ملک دونون کا ہونا شرط ہی-

(۱۲) مال مین ان تین وصفون سے ایک وصف کا پایا جانا (۱) نقدیت (۲) سنوم (۳) نیت تجارت- سونے اور چاندی مین نقدیت پائی جاتی ہی لہذا ان مین بہرحال زکوۃ فرض ہوگی خواہ نیت تجارت کی ہو یا نہین اور خواہ سونا چاندی مسکوک ہو یا غیر مسکوک اور خواہ اسکے زیور یا برتن بنائے گئے ہون عـــہ سائمہ جانورون مین سنوم پایا جاتا ہی-غیر سائمہ جانور اور باقی اموال اگر انمین تجارت کی نیت کیجائے تو زکوۃ ہوگی ورنہ نہین- خواہ وہ مال کتنا ہی قیمتی اور از قسم جواہر کیون نہو- تجارت کے نیت مال کے مول لیتے وقت ہونا چاہیے اگر بعد

عـــہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک زیور جو پہننے کے لیے ہو اُسپر زکوۃ فرض نہین ان کے نزدیک پہننے کا زیور بھی پہننے کے کپڑون کے حکم مین ہی مگر یہ صرف انکا قیاس ہی حنفیہ کہتے ہین کہ حق تعالے نے قرآن مجید مین جہان چاندی سونے کی زکوۃ نہ دینے والون کی خرابی بیان فرمائی ہی وہان زیور کو مستثنے نہین کیا احادیث مین بھی کہین زیور کو مستثنے نہین فرمایا بلکہ صحیح احادیث مین زیور کی زکوۃ دینے کا حکم وارد ہوا ہی چنانچہ ابوداؤد مین عمرو بن شعیب سے مروی ہی کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اسکے ساتھ اسکی لڑکی بھی جسکے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے آپ نے پوچھا کہ اسکی زکوۃ دیتی ہی اُسنے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ کیا تجھے اچھا معلوم ہوتا ہی کہ قیامت کے دن اسکے بدلے مین اللہ تعالے تجھے آگ کے کنگن پہنائے فتح القدیر مین ابوالحسن قطان سے نقل کیا ہی کہ اُنھون نے اس حدیث کو صحیح کہا اور منذری نے بھی اسکے سند کی تنقید کی اور پھر راوی کو جانچا اور اُسکو صحیح کہا اسی قسم کی اور حدیثین بھی ہین-۱۲

مول لینے کے نیت کیجائے تو وہ قابل اعتبار نہین تا وقتیکہ اُسکی تجارت شروع نہ کردیجائے اگر کوئی مال تجارت کے لیے مول لیا گیا ہو اور بعد مول لینے کے یہ نیت نہ رہے تو وہ مال تجارتی نہ رہیگا اور اُسپر زکوۃ فرض نہ رہیگی پھر اُسکے بعد اگر نیت کیجائے تو وہ قابل اعتبار نہ ہوگی جب تک کہ اُسکی تجارت شروع نہ کردیجائے

(۱۳) اُس مال مین کوئی دوسرا حق مثل عشر یا خراج کے واجب نہ ہو اگر عشر یا خراج اُس مال پر ہوگا تو پھر اُس پر زکوۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہین ہوتے۔

زکوۃ کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا زکوۃ دینا صحیح نہین اگر کوئی کافر اپنے مال کی کئی سال پیشگی زکوۃ دیدے اور بعد اُسکے مسلمان ہوجائے تو وہ زکوۃ دینا اُسکے لیے کافی نہوگا بلکہ اُسکو پھر زکوۃ دینا ہوگی۔

(۲) عاقل ہونا۔ مجنون اور ناقص العقل کی زکوۃ صحیح نہین۔

(۳) بالغ ہونا نابالغ کی زکوۃ صحیح نہین۔

(۴) زکوۃ کا مال فقیر کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرنا یعنے دل مین یہ ارادہ کرنا کہ میرے اوپر جسقدر مال کا دینا فرض تھا محض اللہ پاک کی خوشنودی کے لیے دیتا ہون اگر کوئی شخص زکوۃ دیدینے کے بعد نیت کرے اور مال فقیر کے پاس ابھی موجود ہو تو یہ نیت صحیح ہوجائیگی اور اگر وہ مال فقیر کے پاس خرچ ہوچکا ہو تو نیت صحیح نہوگی اور اُسکو پھر دوبارہ زکوۃ دینا ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنے وکیل کو زکوۃ کا

مال تقسیم کے لیے دے اور اُسکو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرے تو درست ہی خواہ وکیل فقیرون کو دیتے وقت نیت کرے یا نہین۔ اگر کوئی شخص اپنے مال مین سے زکوۃ کا مال علحدہ کرلے اور علحدہ کرتے وقت زکوۃ کی نیت اُسکے دل مین ہو تو یہ نیت کافی ہی گو فقیرون کو دیتے وقت نیت نہ کرے۔

(۵) زکوۃ کا مال جس شخص کو دیا جائے اُسکو مالک اور قابض بنا دینا۔ اگر کوئی شخص کچھ کھانا پکواکر فقیرون کو اپنے گھر مین جمع کرکے کھلادے اور زکوۃ کی نیت کرے تو صحیح نہوگا ہان اگر وہ کھانا فقیرون کو دیدے اور اُنھین اختیار دے کہ اُسکو جو چاہین کرین جہان چاہین کھائین تو پھر درست ہی۔

(۶) زکوۃ کا مال ایسے شخص کو دینا جو اُسکا مستحق ہو۔ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل زکوۃ کے مستحقین کے بیان مین انشاءاللہ تعالے آئیگی اسمین بعض صورتین ایسی بھی ہین کہ غیر مستحق کو دیدیا جائے اور پھر بھی درست ہو وہ سب وہین بیان کیجائینگی۔

چونکہ شریعت نے چار قسم کے مالون پر زکوۃ فرض کی ہی (۱) سائمہ جانورون پر (۲) سونے چاندی پر (۳) تجارتی مال پر خواہ وہ کسی قسم کا ہو (۴) کھیتی اور درختون کی پیداوار پر گو اس چوتھی قسم کو فقہا کی کتابون مین زکوۃ کے لفظ سے یاد نہین کرتے بلکہ عشر کہتے ہین لہذا ہر قسم کی زکوۃ علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین۔

سائمہ جانورون کی زکوۃ کا بیان

سائمہ جانورون کی زکوۃ مین یہ شرط ہی کہ وہ جنگلی نہون جنگلی جانورون پر زکوۃ فرض نہین ہان اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائین تو اُن پر تجارت کی زکوۃ

فرض ہوگی- جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے ملکر پیدا ہون تو اگر اُنکی مان دیسی ہی تو وہ دیسی سمجھے جائین گے اور اگر جنگلی ہی تو جنگلی سمجھے جائین گے **مثال** بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم مین ہی اور نیل گاؤ اور گاے سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گاے کے حکم مین ہی-

جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان مین اُسکے تجارت کی نیت کر لیجائے تو اس سال اُسکی زکوۃ نہ دینا پڑیگی اور جب سے اُسنے تجارت کی نیت کی ہی اُسوقت سے اُسکا تجارتی سال شروع ہوگا۔

جانورون کے بچون پر اگر وہ تنہا ہون تو زکوۃ فرض نہین ہان اگر اُنکے ساتھ بڑا جانور بھی ہو گو ایک ہی ہو تو پھر ان پر بھی زکوۃ فرض ہوگی اور زکوۃ مین وہی بڑا جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی- (در مختار وغیرہ)

وقف کے جانورون پر اور اُن گھوڑون پر جو دینی غزوے کے لیے رکھے گئے ہون زکوۃ فرض نہین-

گھوڑون[۱] پر خواہ وہ سائمہ ہون یا غیر سائمہ اور گدھے اور خچر پر بشرطیکہ تجارت کیلیے

---

[۱] امام صاحب کے نزدیک گھوڑون پر زکوۃ فرض ہی یہان ہمنے فرض نہ ہونے کو جو لکھا یہ صاحبین کا قول ہی اور اسی پر اکثر فقہا مثل علامہ طحاوی اور قاضیخان اور زیلعی وغیرہ کا فتوی ہی گو صاحب فتح القدیر نے بہت کوشش کی ہی کہ امام صاحب کے قول کو ترجیح دین مگر جو دلائل اُنھون نے بیان کیے وہ ناکافی ہین دار قطنی مین مروی ہی کہ کچھ لوگ شام کے رہنے والے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس گھوڑے ہین ہم چاہتے ہین کہ اُنکی زکوۃ دین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ میرے صاحبین (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) مجھسے پہلے کر گئے ہین مین وہی کرتا ہون پھر اُنھون نے صحابہ سے مشورہ کیا تو اُنھون نے کہا کہ بہتر ہی اور حضرت علی مرتضی نے فرمایا کہ بہتر ہی بشرطیکہ ایک چیز مقرر نہو جائے جو آپ کے بعد ہمیشہ لیجایا کرے اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی کے زمانہ مین گھوڑون کی زکوۃ نہین لیجاتی تھی اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بطور فرض کے مقرر نہین کی ۱۲

ہون زکوۃ فرض نہین۔

اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ مین زکوۃ فرض ہی اس سے کم مین زکوۃ نہین۔

پانچ اونٹ مین ایک بکری دینا فرض ہی خواہ نر ہو یا مادہ۔

چھ سے چوبیس تک کچھ نہین۔

پچیس اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جسکو دوسرا برس شروع ہو۔

چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہین۔

چھتیس اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جسکو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو۔

سینتیس سے پینتالیس تک کچھ نہین۔

چھیالیس اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جسکو چوتھا برس شروع ہو۔

سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہین۔

اکسٹھ اونٹ مین ایک ایسی اونٹنی جسکو پانچوان برس شروع ہو۔

باسٹھ سے پچھتر تک کچھ نہین۔

چھہتر اونٹ مین دو اونٹنیان جنکو تیسرا برس شروع ہو۔

ستتر سے نوے تک کچھ نہین۔

اکانوے اونٹ مین دو اونٹنیان جنکو چوتھا برس شروع ہو۔

بانوے سے ایک سو بیس تک کچھ نہین۔

ایک سو بیس سے زیادہ ہو جاوین تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنے اگر چار زیادہ ہین تو کچھ نہین جب زیادتی پانچ تک پہونچ جائے یعنے ایک سو پچیس ہو جائین تو ایک بکری اور پچیس اونٹ بڑھ جائین تو ایک دو برس والی

اونٹنی اور تیس اونٹ بڑھ جائین تو ایک چوتھے برس والی اونٹنی پھر جب اس سے
بھی بڑھ جائین تو نئے سرے سے حساب ہوگا یعنی پانچ اونٹون مین ایک بکری
اور پچیس مین ایک دو برس والی اونٹنی اور چھتیس مین ایک تیسرے برس والی
اونٹنی پھر چھیالیس مین ایک چوتھے برس والی اونٹنی پھر جب اس سے بھی بڑھجائین
تو ہمیشہ اُسی طرح نیا حساب ہوتا رہیگا۔

اونٹ کی زکوۃ مین اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہیے نر اگر دیا جائے گا تو صحیح
نہین اور اگر قیمت دیجائے تو پھر اختیار ہو چاہے نر کی قیمت دے چاہے مادہ کی

گاے بھینس کا نصاب گاے اور بھینس دونون ایک قسم مین ہین دونو کا
نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونون کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو
دونون کو ملالینگے مثلاً بیس گائین ہون اور دس بھینسین تو دونون
کو ملاکر تیس کا نصاب پورا کرلینگے مگر زکوۃ مین وہی جانور دیا جائیگا جسکی
تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گاے زیادہ ہین تو زکوۃ مین گاے دیجائیگی اور اگر
بھینس زیادہ ہین تو زکوۃ مین بھینس دیجائے گی اور جو دونون برابر ہون
تو پھر اختیار ہے۔

تیس گاے بھینس مین ایک گاے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو
تیس سے کم مین کچھ نہین اور تیس کے بعد اونتالیس تک بھی کچھ نہین۔
چالیس گاے بھینس مین پورے دو برس کا بچہ۔

لہ اس حساب مین صرف اسقدر فرق ہو کہ پہلے چھتیس مین یہ زکوۃ تھی اور یہان تیس مین ہو مگر اسکے بعد
جو حساب ہین وہ سب پہلے حساب کے موافق ہین اور چھتیس کا نصاب انہین رکھا گیا ہو تیس کا ہنین ۱۲

اکتالیس سے اُنسٹھ تک کچھ نہین۔[1]

جب ساٹھ ہو جائین تو ایک ایک برس کے دو بچے دیے جائین گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائین تو ہر تیس مین ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس مین دو برس کا بچہ مثلاً ستّر ہو جائین تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر مین ایک تیس کا نصاب ہی اور ایک چالیس کا اور جب اسّی ہو جائین تو دو برس کے دو بچے کیونکہ اس مین چالیس کے دو نصاب ہین اور نوے مین ایک ایک برس کے تین بچے کیونکہ نوے مین تیس کے تین نصاب ہین اور سَو مین دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا کیونکہ سو مین دو نصاب تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہی ہان جہان کہین دو نون نصابون کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہان اختیار ہی چاہے جسکا اعتبار کرین مثلاً ایک سو بیس مین چار نصاب تو تیس کے ہین اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک برس کے چار بچے دین یا چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو برس کے تین بچے دین۔ غرضکہ ساٹھ کے بعد پھر ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہیگا دہائی سے کم بڑھے تو زکوۃ مین زیادتی نہو گی وہی زکوۃ دینا ہوگی جو اس سے پہلے دیجاتی تھی۔

---

[1] یہ صاحبین کا قول ہی اور امام صاحب سے بھی ایک روایت مین یہی منقول ہی اور اسی پر محققین فقہا کی ایک جماعت کا فتوی ہی اور امام صاحب سے ایک روایت مین منقول ہی کہ چالیس سے جسقدر زیادہ ہونگے انکی زکوۃ بھی اُسی حساب سے دیجائیگی مثلاً ایک زیادہ ہو تو دو برس والے بچے کا چالیسوان حصہ یعنی اُس کی پوری قیمت کا چالیسوان حصہ اور دو زیادہ ہو جائین تو دو چالیسوین حصے وعلی ہذا القیاس مگر اس روایت کو محققین نے قبول نہین کیا۔ (در مختار۔ بحر الرائق۔ رد المحتار ۱۲)

بکری بھیڑ کا نصاب زکوۃ کے بارے مین بکری بھیڑ سب یکسان ہین خواہ بھیڑ دُم دار ہو جسکو دنبہ کہتے ہین یا معمولی ہو اگر دونون کا نصاب پورا ہو تو دونون کی زکوۃ علٰحدہ دیجائیگی اور ہر ایک کا نصاب تو پورا نہو مگر دونون کے ملا لینے سے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو دونون کو ملا لینگے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوۃ مین وہی دیا جائیگا اور دونون برابر ہون تو اختیار ہے۔

چالیس بکری یا بھیڑ مین ایک بکری یا بھیڑ۔

چالیس سے کم مین اور چالیس کے بعد ایک سو بیس تک کچھ نہین۔

ایک سو اکیس مین دو بھیڑ یا بکریان۔

ایک سو بائیس سے دو سو تک کچھ نہین۔

دو سو ایک مین تین بھیڑ یا بکریان۔

دو سو دو سے تین سو ننانوے تک کچھ نہین۔

چار سو مین چار بکریان یا بھیڑین۔

چار سو سے زیادہ ہون تو ہر سو مین ایک بکری کے حساب سے زکوۃ دینا ہوگی سو سے کم زیادتی مین کچھ نہین۔

بھیڑ بکری کی زکوۃ مین نر مادہ کی قید نہین ہان ایک سال سے کم کا بچہ نہونا چاہیے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔ (بحر الرائق)

چاندی سونے اور تجارتی مال کا نصاب چاندی سونے اور تمام تجارتی مالون مین چالیسوان حصہ زکوۃ فرض ہے۔

چاندی کا نصاب دو سو درم ہے جسکے چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتے ہین

جسکی زکوۃ دس[1] ماشے ساڑھے سات رتی چاندی ہوئی کیونکہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کا چالیسوان حصہ اسیقدر ہوتا ہی۔

چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے سے کم چاندی پر زکوۃ نہین۔

سونے کا نصاب بیس مثقال ہی جسکے پانچ تولے ڈھائی ماشے ہوتے ہین جسکی زکوۃ ایک ماشہ ساڑھے چار رتی سونا ہوا کیونکہ پانچ تولے ڈھائی ماشے کا چالیسوان حصہ اسیقدر ہوتا ہی۔

پانچ تولے ڈھائی ماشے سے کم سونے پر زکوۃ نہین۔

[1] بعض لوگون نے چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے اور سونے کا ساڑھے سات تولے بیان کیا ہی مگر یہ خلاف تحقیق ہی ہدایہ اور بحرالرائق اور فقہ کی تمام معتبر کتابون مین اسکے خلاف ہی چنانچہ یہ سب لوگ کہتے ہین کہ چاندی کی زکوۃ مین وہ درم مراد ہی جسکے دس درم سات مثقال کے برابر ہون اور مثقال بالاتفاق تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہی پس سات مثقال کے اکیس ماشے سات رتی ہوے جسکو دس پر تقسیم کیا جائے تو دو ماشے ڈیڑھ رتی حاصل ہوتا ہی پس معلوم ہوا کہ ایک درم دو ماشے ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہی اسکو اگر دو سو سے جو زکوۃ کا نصاب ہی ضرب دیجیے تو چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتا ہی پس یہی چاندی کا نصاب ہی اسیطرح سونے کے نصاب مین لوگون نے غلطی کی ہی تمام فقہا لکھتے ہین کہ سونے کا مثقال حساب سے تین ماشے ایک رتی کا ہوتا ہی پس تین ماشے ایک رتی کو بیس سے ضرب دیا جائے تو پانچ تولے ڈھائی ماشے ہوتا ہی۔ دوسری غلطی لوگون نے روپیہ کے تعداد بیان کرنے مین کی ہی بعض نے انگریزی سکہ دار باون روپیہ لکھے ہین اور بعض نے کچھ بعض نے کچھ حالانکہ اگر روپیہ انگریزی ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا تو تقریباً اڑتالیس مین نصاب پورا ہوتا ہی اور اگر روپیہ پورے تولہ بھر کا ہو جیسا کہ مین نے بعض محقق سادہ کارون سے تحقیق کیا ہی تو چھتیس روپیہ ایک اٹھنی مین نصاب پورا ہو جائیگا مگر مین نے روپیہ کی تعداد کو قصداً اس لیے نظرانداز کر دیا ہی کہ زکوۃ گنتی سے دینا خلاف احتیاط ہی تول کر دینا چاہیے پس روپیہ کو تولین جتنے روپیہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کے ہون انکا ایک نصاب سمجھین اسیطرح سونے کی زکوۃ بھی تولکر دین ۱۲

تجارتی مال کا نصاب اسکی قیمت کے اعتبار سے ہوگا یعنے اگر اس کی قیمت چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی یا پانچ تولے ڈھائی ماشے سونے تک پہونچتی ہو تو اُسپر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہین - اگر چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی اور پانچ تولے ڈھائی ماشے سونا دونون قیمت مین برابر ہون تو اختیار ہو ورنہ جسکے اعتبار سے نصاب پورا ہو جائے یا جسکا رواج زیادہ ہو اُسی کا حساب کرین -

سونے چاندی اور تجارتی مالون کا جو نصاب بیان کیا گیا اُس نصاب سے اگر کچھ مال زیادہ ہو جاسے تو وہ زیادتی اگر نصاب کے پانچوین حصے کے برابر ہے تو اُسپر زکوۃ ہوگی ورنہ نہین مثلاً اگر کسی کے پاس علاوہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے سات تولے ایک ماشہ دورتی چاندی اور بڑھ جائے تو اُسپر زکوۃ ہوگی کیونکہ یہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے کا پانچوان حصہ ہے اور اگر علاوہ پانچ تولے ڈھائی ماشے کے ایک تولہ چار رتی سونا اور بڑھ جائے تو اُسپر زکوۃ ہوگی کیونکہ یہ پانچ تولے ڈھائی ماشے کا پانچوان حصہ ہے - اسیطرح جب پانچوین حصے کے برابر زیادتی ہوجائیگی تو اُسپر زکوۃ فرض ہوگی - پانچوین حصے سے کم زیادتی پر زکوۃ معاف ہے -

پیسون کا کوئی خاص نصاب نہین جب انکی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہوجائیگی تو اُنپر زکوۃ ہوگی ورنہ نہین -

اگر کسی مال مین سونا اور چاندی دونون ملے ہوے ہون تو جو زیادہ ہوگا اُسی کا اعتبار کیا جائیگا یعنے اگر سونا زیادہ ہو تو وہ سونا سمجھا جائیگا اور سونے کے نصاب سے اُس کی زکوۃ دیجائیگی اور اگر اُسمین چاندی زیادہ ہے تو وہ چاندی سمجھا جائیگا اور چاندی کے نصاب سے اُسکی زکوۃ دیجائیگی -

اگر چاندی یا سونے مین کسی اور چیز کا میل ہو جائے اور وہ چیز غالب نہو تو وہ کالعدم سمجھی جائیگی اور اگر وہ چیز غالب ہو گی تو اگر وہ تجارتی مال کے قسم سے ہی تو اُسکی قیمت کے اعتبار سے اُسمین زکوۃ فرض ہو گی اور اگر تجارتی مال نہین ہی تو اُسکی چاندی یا سونا اگر علیحدہ ہو سکتا ہو اور وہ بقدر نصاب کے ہو تو اُسپر زکوۃ ہو گی اور اگر علیحدہ نہ ہو سکتا ہو مگر شہر مین اسکا عام رواج ہو تب بھی اُسپر زکوۃ ہو گی اور اگر عام رواج نہو تو اُسپر زکوۃ نہو گی۔

اگر کسی کے پاس صرف چاندی کا نصاب بھی پورا نہو اور صرف سونے کا بھی پورا نہو مگر دونون کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو اُسوقت دونون کو ملالین گے مثلاً کسی کے پاس بارہ تولے چاندی ہو اور ایک تولہ سونا اور ایک تولہ سونے کی قیمت چوبیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہوتی ہو تو دونون کو ملالین گے یعنی سمجھین گے کہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی ہی اور اسکی زکوۃ دیجائیگی اس صورت مین اختیار ہی چاہے کم کو زیادہ کے ساتھ ملائین اور چاہے زیادہ کو کم کے ساتھ مگر وہ صورت اختیار نکرنی چاہیئے جس سے نصاب پورا ہو جائے۔

اگر چاندی اور سونے کا نصاب پورا نہو اور تجارتی مال بھی موجود ہو اور اسکے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو اسکو بھی ملالین گے مثلاً کسی کے پاس چھ روپیہ ہون اور ایک تجارتی گھڑی ہو جسکی قیمت تیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہو تو دونون کو ملا کر سمجھین گے کہ چاندی کا نصاب پورا ہی اور اُسکی زکوۃ دینگے۔

زکوۃ کے مسائل

(۱) اگر کچھ مال چند لوگون کی شرکت مین ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکوۃ اسپر فرض ہوگی ورنہ نہین مثلاً چالیس بکریان یا آدھ سیر چاندی دو آدمیون کی شرکت مین ہو تو کسی پر زکوۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک حصہ علیحدہ کر دینے سے نصاب پورا نہین رہتا۔

(۲) دو نصابون کے درمیان مین جو مال ہو اُسپر زکوۃ معاف ہے وہ گر ہلاک ہو جائے تو زکوۃ مین کچھ کمی عہ نہ ہوگی

(۳) زکوۃ واجب ہو جانے کے بعد اگر مال ہلاک ہو جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائیگی گو زکوۃ کے دینے کا وقت آگیا ہو اور حاکم وقت کی طرف سے اُسکا مطالبہ بھی کیا گیا ہو اور اُسنے کسی وجہ سے نہ دی ہو ہان اگر خود ہلاک کر دے تو پھر اُسکو زکوۃ دینا ضروری ہوگی **مثلاً** جانورون کو چارہ پانی نہ دے اور وہ مر جائین یا کسی مال کو قصداً ضائع کر دے۔ کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو اُسکا شمار ہلاک کرنے مین نہ ہوگا اور اسکی زکوۃ ساقط ہو جائیگی تجارتی مال کو تجارتی مال سے بدل لینا ہلاک کرنا نہین ہے لہذا اس بدل لینے سے زکوۃ ساقط ہو جائیگی۔ تجارتی مال کو غیر تجارتی مال سے بدل لینا اور اسی طرح سائمہ جانور کو دوسرے سائمہ جانور سے بدل لینا ہلاک کرنا ہے اور اس سے زکوۃ ساقط نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) زکوۃ مین اختیار ہی خواہ وہ چیز دیجائے جسپر زکوۃ واجب ہوئی ہو یا

عہ صاحبین کے نزدیک اس صورت مین زکوۃ کم ہو جاتی ہی ۱۲

اوسکی قیمت دیجاے اور قیمت اُسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانے مین زکوۃ دینا چاہتا ہی خواہ زمانۂ وجوب کے اعتبار سے اُسوقت اُس چیز کی قیمت زیادہ ہو یا کم ہو مثلاً آخر سال مین جب زکوۃ فرض ہوئی تھی ایک بکری کی قیمت تین روپیہ تھی اور ادا کرتے وقت چار روپیہ ہوجاے یا دو روپیہ رہجائے تو اُسکو چار روپیہ یا دو روپیہ دینا ہونگے۔

(۵) اگر کل مال عمدہ ہی تو زکوۃ مین عمدہ مال دینا چاہیئے اور اگر سب مال خراب ہی تو خراب مال دیا جائے اور اگر کچھ مال عمدہ اور کچھ خراب ہی تو زکوۃ مین متوسط درجے کا مال دینا چاہیے۔ اگر ادنے درجے کی چیز دیجاے اور اُسمین جس قدر کمی ہو اسکے بدلے مین کچھ قیمت دیجاے یا اعلےٰ درجے کی چیز دیجاے اور اُسمین جس قدر زیادتی ہو اُسکی قیمت واپس لیجاے تو جائز ہی۔

(۶) جو مال سال کے اندر حاصل ہوا ہو خواہ مول لینے سے یا تناسل سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے وہ اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائیگا اور اُسی کے ساتھ اسکی بھی زکوۃ دیجائیگی **مثال** شروع سال مین پچیس اونٹ تھے سال کے درمیان مین اُنکے پچیس بچے ہوے تو اب سال کے ختم پر یہ بچے بھی اُن اونٹون کے ساتھ ملا دیے جائینگے اور کل اونٹون کی زکوۃ مین چوتھے برس کا اونٹ دینا ہوگا گو ان بچون پر ابھی پورا سال نہین گذرا ہان اگر اس مال کے ملا دینے سے ایک ہی مال پر دومرتبہ زکوۃ دینا پڑے تو پھر نہ ملائین گے مثلاً کوئی شخص اپنے مال کی زکوۃ دیچکا ہو بعد اُسکے اُس مزکی روپیہ سے کچھ جانور مول لے تو وہ جانور اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ نہ ملائے جائینگے ورنہ اُنکی زکوۃ پھر دینا ہوگی اور ابھی اُنکی قیمت کی زکوۃ دیجا چکی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص جانورون کی زکوۃ دیچکا ہو بعد اسکے اُن مزکی جانورون کو بیچ ڈالے

تو اُنکی قیمت کا روپیہ روپے کی نصاب کے ساتھ نہ ملایا جائیگا۔
(۷) اگر کسی شخص کے پاس کوئی تجارتی مال ہو مگر اسکی قیمت نصاب سے کم ہو پھر چند روز کے بعد اس چیز کے گران ہوجانے کے سبب سے اسکی قیمت بڑھکر بقدر نصاب کے ہوجائے تو جس وقت سے قیمت بڑھگئی ہو اُسیوقت سے اسکے سال کی ابتدا رکھی جائیگی (طحطاوی مراقی الفلاح)
(۸) ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوا ہو اُسکی اصل کے ساتھ ملایا جائیگا اور آخر سال مین جب اُسکی اصل کی زکوۃ دیجائیگی تو اُسکی زکوۃ بھی دیجائیگی گو اسپر پورا سال نہین گذرا۔
(۹) اگر کسی شخص کے پاس ایک مال کے دو نصاب ایسے ہون کہ ایک دوسرے کے ساتھ ملایا نہین جا سکتا مثلاً زکوۃ دئے ہوے جانورون کی قیمت کا کچھ روپیہ ہو اور کچھ روپیہ اُسکا اسکے علاوہ ہو پھر اُسکو کہین سے کچھ روپیہ اور ملجائے تو یہ روپیہ اُس روپیہ کے ساتھ ملایا جائیگا جسکا سال پہلے ختم ہوتا ہو یعنی اگر بکریون کی قیمت کے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اسکے ساتھ ملایا جائیگا اور اگر دوسرے روپیہ کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اُسکے ساتھ ملایا جائیگا۔
(۱۰) اگر حاکم وقت کوئی مسلمان عادل ہو تو اسکو ہر قسم کے مال کی زکوۃ لینے کا حق حاصل ہے وہ تمام لوگون سے زکوۃ وصول کر کے مستحقین پر صرف کریگا۔
(۱۱) اگر حاکم وقت کوئی ظالم یا غیر مسلم ہو تو اسکو زکوۃ کے لینے کا کچھ حق نہین ہے اور اگر جبراً لے لے تو دیکھنا چاہیے کہ اُسنے اُس مال کو مستحقین پر صرف کیا یا نہین اگر مستحقین پر صرف کیا ہے تو خیر ورنہ اُن لوگون کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوۃ نکالین اور بطور خود مستحقین

پر تقسیم کرین۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۲) اگر کوئی شخص زکوۃ نہ دیتا ہو تو حاکم وقت کو چاہیے کہ اسکو قید کردے اور اسسے زکوۃ طلب کرے جبراً اُسکے مال کا قرق کر لینا نہ چاہیے کیونکہ زکوۃ کے صحیح ہونے مین نیت شرط ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اسکا مال جبراً لیا جائیگا تو وہ نیت زکوۃ کی نہ کرے گا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال مال کے ساتھ ملادے تو بھی زکوۃ اسکو دینا ہوگی۔

(۱۴) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوۃ سال ختم ہونے سے پہلے یا کئی سال کی پیشگی دیدے تو جائز ہے۔

(۱۵) اگر کوئی شخص زکوۃ واجب ہو جانے کے بعد مر جائے تو اُسکے مال کی زکوۃ نہ لیجائیگی ہان اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اُسکا تہائی مال زکوۃ مین لے لیا جائیگا گو یہ تہائی پوری زکوۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اُسکے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہون تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دیدین لے لیا جائیگا۔

(۱۶) اگر کسی کو شک پیدا ہو جائے کہ اُسنے زکوۃ دی ہے یا نہین تو اسکو چاہیئے کہ پھر دیدے۔

(۱۷) جو دین کہ اُسکا ثبوت کافی دائن[عہ] کے پاس موجود ہو یا مدیون اُس دین سے منکر نہو اور وہ دین قوی ہو یا متوسط تو ایسی حالت مین اُس دین کی زکوۃ دینا دائن کے ذمہ لازم ہے مگر بعد قبضہ کے دین قوی مین تو بعد چالیس درم پر قبضہ کے اور دین متوسط مین دوسو

عہ جو شخص کسی کو قرض دے اُسکو دائن کہتے ہین اور قرضدار کو مدیون کہتے ہین ثبوت کافی کی قید اسواسطے لگائی گئی کہ اگر ثبوت کافی نہو اور مدیون بھی منکر ہو تو زکوۃ نہ دینا پڑیگی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ۱۲

درم پر قبضہ پانیکے بعد۔ اور اگر ضعیف ہی تو اُسکی زکوۃ دینا لازم نہین ہان جب وہ قبضہ مین آجائیگا اور اسپر ایک سال گذریگا تو مثل اور مالون کے اُس کی زکوۃ بھی دینی ہوگی۔

دین کی تین قسمین ہین قوی متوسط ضعیف۔

قوی وہ دین ہی جو کسی کو بطور قرض کے دیا گیا ہو یا کسی ایسے مال کا عوض ہو کہ جسپر زکوۃ فرض ہی مثلاً کسی نے اپنی سائمہ بکریان کسی کے ہاتھ ادھار فروخت کی ہون تو اُون کی قیمت مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور اسی طرح اگر کسی اور تجارتی مال کو ادھار فروخت کیا ہو تو اُسکی قیمت بھی مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور جب بائع کو اوس کی قیمت مین سے چالیس درم ملجائینگے تو اوسے اُن مقبوضہ درمون کی زکوۃ اُس وقت سے دینا ہوگی کہ جب سے وہ اصل مال جس کی یہ قیمت ہی اُسکے پاس تھا مثال کسی شخص نے اپنی سائمہ سو بکریان جو اُس کے پاس چھ مہینے سے تھین ادھار بیچین اور چھ مہینے کے بعد اُسے دو سو درم لے تو ان دو سو درمون کی زکوۃ پانچ درم اُسکو فوراً دینا چاہیے کیونکہ انپر ایک سال کامل گذر گیا چھ مہینے تو اسکے اصل کے یعنی وہ بکریان جو اُسکے پاس رہی تھین اور چھ مہینے مدیون کے پاس اس مال کو گذرے۔

متوسط وہ دین ہو جو ایسے مال کا عوض ہو جسپر زکوۃ واجب نہین ہوتی مثلاً کسی نے اپنی خدمت کے غلام یا غیر سائمہ بکریان کسی کے ہاتھ ادھار بیچین تو اُونکی قیمت مشتری پر دین متوسط کی قسم سے ہی اور دین متوسط کا سال اسکی اصل کے زمانہ سے نہ رکھا جائیگا کیونکہ اسکی اصل پر تو زکوۃ فرض ہی نہ تھی بلکہ اُس زمانہ سے رکھا جائیگا

ع دین کی تین قسمین امام صاحب کے نزدیک ہین صاحبین کے نزدیک ہر دین مین زکوۃ فرض ہی ۱۲

جب سے وہ مال اُسنے بیچا ہو۔
ضعیف وہ دین ہے جو کسی مال کے عوض مین نہ ہو مثل دین مہر اور دین دیت اور دین کتابت اور دین خلع وغیرہ کے۔ اس دین کی زکوۃ دائن پر فرض نہین ہان جب وہ اُسکے قبضے مین آجائیگا اور اُسپر بعد قبضے کے ایک سال گذر جائیگا تو اُس کی زکوۃ دنیا ہوگی۔
اور اگر دین نصاب سے کم ہو تو اُسپر کسی حال مین زکوۃ فرض نہین اگرچہ قوی یا متوسط کیون نہو ہان اگر اسکے پاس اُسکا ہمجنس نصاب کوئی موجود ہے تو یہ دین بعد قبضے کے اُس اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائیگا اور جب اوسکا سال ختم ہوگا تو اُسکے ساتھ اس دین کی بھی زکوۃ دیجائیگی جیسا کہ ہم چھٹے نمبر مین بیان کر چکے ہین۔
اور اگر ایک سال کے بعد دائن اپنا دین مدیون کو معاف کر دے تو پھر زکوۃ اس ایک سال کی اُسکو نہ دینا پڑیگی ہان اگر وہ مدیون مالدار ہو تو اسکو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائیگا اور دائن کو زکوۃ دینا پڑیگی کیونکہ زکوتی مال کے ہلاک کر دینے سے زکوۃ ساقط نہین ہوتی جیسا کہ اوپر گذر چکا ۔ بحر الرائق ۔
اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر ملجاسے اور ایک سال تک اسکے قبضے مین رہی اور بعد اسکے اُسکا شوہر قبل خلوت صحیحہ کے اُسے طلاق دیدے اور دیے ہوئے مہر مین سے نصف واپس کرلے تو اگر وہ مہر نقد یعنے سونے چاندی کی قسم سے تہا تو اُس عورت کو پورے مہر کی زکوۃ دینا ہوگی اور اگر وہ نقد کی قسم سے نہین تہا تو پھر پورے مہر کی زکوۃ اسکے ذمے نہوگی بلکہ نصف کی ہوگی۔

(۱۸) اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو ہبہ کردے اور بعد ایک سال کے رجوع کرلے یعنے وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس کرلے تو اس سال کی زکوۃ نہ واہب پر ہوگی نہ موہوب پر۔ اور ہبہ کرنے سے پہلے جتنے زمانہ تک وہ مال واہب کے قبضے مین رہا تھا وہ زمانہ کالعدم سمجھا جائے گا اُسکا حساب نہ کیا جائیگا مثلاً کسی نے زکوتی مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھکر کسی کو ہبہ کردیا اور پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب وہ پہلا زمانہ محسوب کرکے دو مہینے کے بعد اس پر زکوۃ دینے کا حکم نہ دیا جائیگا بلکہ جب از سر نو پورا سال گذریگا تب اسپر زکوۃ فرض ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص خاصکر زکوۃ کے ساقط کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوۃ کا سال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کردے پھر واپس لے لے تو اگرچہ زکوۃ ساقط ہو جائیگی مگر یہ فعل اسکا مکروہ تحریمی[1] ہوگا کیونکہ اسمین فقیرون کا نقصان اور اُنکے حق کا باطل کرنا اور زکوۃ کے دروازے کا بند کرنا ہے۔

عشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوۃ کا بیان

عشر عربی زبان مین دسوین حصہ کو کہتے ہین اور یہان اس سے مراد عام ہے خواہ دسوان حصہ ہو یا اُسکا نصف یعنی بیسوان حصہ یا اُسکا دونا یعنے پانچوان حصہ کیونکہ بعض صورتون مین عشر واجب ہوتا ہے بعض مین اسکا نصف بعض مین اُسکا

[1] امام ابو یوسف کے نزدیک اس قسم کا حیلہ کرنا مکروہ نہین ہے بشرطیکہ نیت زکوۃ کے ساقط کرنے کی نہ ہو بلکہ یہ مقصود ہو کہ زکوۃ میرے ذمے واجب ہی نہ ہو اور اگر کوئی شخص بسبب بخل کے ایسا کرے یا اُسکی نیت یہی ہو کہ مجھے زکوۃ نہ دینا پڑے تو اُنکے نزدیک بھی مکروہ ہے بعض کوتاہ اندیشون نے امام ابو یوسف رح کی نسبت لکھدیا ہے کہ وہ خود زکوۃ ساقط کرنیکے لیے اس قسم کا حیلہ کیا کرتے تھے یہ محض غلط ہے۔

دونا زمین کی پیداوار سے کھیتی اور درختون کے پھل اور شہد مراد ہی ان تمام چیزون کا عشر نکالنا فرض ہی عشر کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ہی اور احادیث سے بھی اور اجماع وقیاس بھی اُسکی فرضیت پر دلالت کرتے ہین قولہ تعالی وَاَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْاَرْضِ ترجمہ (ہماری راہ مین) اپنی پاکیزہ کمائیون سے اور اُس چیز سے جو ہمنے تمھارے لیے زمین سے پیدا کی ہی خرچ کرو قولہ تعالے وَاٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ترجمہ زمین کی پیداوار کا حق دیدو (جو) اُسکے کٹنے کے دن (تمپر ثابت ہوتا ہی) تمام مفسرین کا اتفاق ہی کہ اس حق سے عشر اور نصف عشر مراد ہی۔

سائمہ جانورون اور نقد اور تجارتی مالون کی زکوۃ مین اور عشر مین سات فرق ہین (۱) عشر کے واجب ہونے مین کسی نصاب کی شرط نہین[۱] قلیل اور کثیر ہر چیز مین عشر واجب ہوتا ہی بشرطیکہ ایک صاع سے کم نہ ہو (۲) اسمین یہ بھی شرط نہین کہ وہ چیز ایک سال تک باقی رہ سکے جو چیزین نہ باقی رہ سکین اُنپر بھی عشر واجب ہی جیسے ترکاریان کھیرا ککڑی تربوز خربوزہ لیمو نارنگی امرود آنب وغیرہ (۳) اسمین ایک سال کے گذرنے کی بھی قید نہین حتے کہ اگر کسی زمین مین سال کے اندر دو مرتبہ کاشت کیجائے تو ہر مرتبہ کی پیداوار مین عشر واجب ہوگا۔ سال مین دو مرتبہ تو اکثر زمینین کاشت کیجاتی ہین مگر درختون مین سوا امرود کے کوئی درخت سال مین دو مرتبہ نہین پھلتا اور بالفرض اگر کوئی درخت دو مرتبہ یا اس سے زیادہ

---

[۱] یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی صاحبین کے نزدیک اور نیز امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم مین عشر فرض نہین ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ صاع کی تحقیق اوپر گذر چکی۔ اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تحقیق جہل آثار مین آئیگی ۱۲

پہلے تو ہر مرتبہ عشر دینا ہوگا (۴) عشر کے واجب ہونے کے لیے عاقل ہونے کی بھی شرط نہین مجنون کے مال مین بھی عشر واجب ہی (۵) بالغ ہونا بھی شرط نہین نابالغ کے مال مین بھی عشر واجب ہی (۶) آزاد ہونا بھی شرط نہین مکاتب اور ماذون کے مال مین بھی عشر واجب ہی (۷) زمین کا مالک ہونا بھی شرط نہین اگر وقف کی زمین ہو یا کرایہ کی تو اُسکی پیداوار پر بھی عشر واجب ہی۔ ہان یہ شرط ضرور ہی کہ وہ چیز قصدًا بوئی گئی ہو یا وہ خرید فروخت کے قابل ہو اگر خود رو اور بے قیمت چیز ہو جیسے گھانس وغیرہ تو اُس پر عشر نہین ایک چیز بعض مقامات مین قابل قدر ہوتی ہی اور اُسکی خرید و فروخت کیجاتی ہی اور بعض مقامات مین وہی چیز بیقدر ہوتی ہی کوئی اُسکی خرید فروخت نہین کرتا تو جہان وہ قابل قدر ہو اُسپر عشر واجب ہوگا اور جہان بیقدر ہے وہان نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہی کہ اُس زمین پر خراج واجب نہ ہو اگر خراج واجب ہوگا تو پھر عشر واجب نہین ہو سکتا کیونکہ دو حق ایک زمین پر واجب نہین ہوتے۔

جو زمین کہ خراجی نہ ہو اور وہ بارش کے یا دریا کے پانی سے سینچی جاسے تو اُس کی پیداوار مین عشر فرض ہی۔ اور جو زمین کنوین سے سینچی جاسے خواہ بذریعہ پُر کے یا بذریعہ ڈول کے یا مول کے پانی سے تو اُسکی پیداوار مین عشر کا نصف یعنے بیسوان حصہ فرض ہی۔

اور اگر کوئی زمین دونون قسم کے پانیون سے سینچی گئی ہو تو اُسمین اکثر کا اعتبار ہوگا یعنی اگر زیادہ تر بارش یا دریا کے پانی سے سینچی گئی ہی تو عشر دینا پڑے گا اور اگر زیادہ تر کنوین سے یا مول کے پانی سے سینچی گئی ہو تو نصف عشر دینا ہوگا اور جو

دونون قسم کے پانی برابر ہون تو بھی نصف عشر دینا ہوگا۔
پہاڑ اور جنگل کی پیداوار مین بھی عشر ہی بشرطیکہ امام یعنی حاکم اسلام نے راہزنون اور کافرون سے اسکی حمایت کی ہو۔
جس قدر پیداوار ہے اُس سب کا عشر ہونا چاہیے بغیر اسکے کہ بیج کی قیمت بیلون کا کرایہ ہل چلانے والے باغ یا کھیت کی حفاظت کرنے والے کی مزدوری یا کھیت کا لگان وغیرہ اس سے وضع کیا جاے مثال کسی کھیت مین بیس من غلہ پیدا ہوا تو اُس کو چاہیے کہ دو من عشر مین نکال دے اگر زمین بارش یا دریا سے سینچی گئی ہو اور جو کنوین وغیرہ سے سینچی گئی ہو تو ایک من نکالے یہ نہ کرے کہ اس بیس من غلہ سے تمام اُسکے اخراجات کاشت نکالنے کے بعد جو باقی رہجائے مثلاً دس من رہجائے تو اُسکا عشر یعنی ایک من یا نصف عشر یعنے بیس سیر نکالے۔
مسلمان پر ابتداءً خراج نہ مقرر کیا جائیگا بلکہ اُسکے لائق یہی ہی کہ اُسپر عشر مقرر کیا جائے کیونکہ عشر ایک قسم کی عبادت ہی اور خراج محصول ہی لیکن اگر خراجی زمین کوئی مسلمان خریدیگا تو پھر اُسپر بھی خراج واجب ہو جائیگا۔
زمین کی تین قسمین ہین عشری ۱ خراجی ۲ تضعیفی ۳
عشری وہ زمین ہی کہ جسکو مسلمانون نے بزور شمشیر فتح کیا ہو اور وہان کی زمین اپنے لشکر پر تقسیم کر دی ہو یا وہان کے رہنے والے اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے ہون عرب کی اور بصرہ کی زمین باوجودان شرائط کے نہ پائے جانے کے بھی عشری ہی خراجی وہ زمین ہی جسکو اہل اسلام نے بزور شمشیر فتح نہ کیا ہو اور وہان کی

زمین بذریعۂ صلح کے فتح ہوئی ہو عراق کی زمین باوجود ان شرائط کے نہ پائے جانے کے بھی خراجی ہے۔

تضعیفی وہ عشری زمین ہے جو کسی بنی[۱] تغلب کے نصرانی کے قبضہ مین ہو تضعیفی اسکو اس سبب سے کہتے ہین کہ بنی تغلب کے نصرانیون کو عشری زمین کی پیداوار مین عشر کا ضعف (دونا) یعنی کل پیداوار کا پانچوان حصہ دینا ہوتا ہے۔

مسلمان اگر عشری زمین کو خریدیگا تو اسکے پاس بھی عشری رہیگی اور خراجی کو خریدیگا تو اسکے پاس بھی خراجی رہیگی اور تضعیفی کو خریدیگا تو اسکے پاس بھی تضعیفی رہے گی۔

تغلبی اگر عشری زمین کو خریدے گا تو اُسکی ملک مین آتے ہی تضعیفی ہو جائے گی اور جو خراجی کو خریدے گا تو خراجی رہیگی اور جو تضعیفی کو خریدیگا تو وہ بھی تضعیفی رہے گی۔

اگر اور کوئی ذمی خراجی یا تضعیفی زمین کو خریدیگا تو بدستور اُسکے پاس بھی خراجی اور تضعیفی رہیگی اور جو عشری زمین خریدیگا تو وہ اُسکے ملک مین آتے ہی خراجی ہو جائے گی مگر جس وقت یہ عشری زمین جو اُسکے ملک مین آنے سے خراجی ہو گئی ہے بذریعۂ حق شفعہ کے کسی مسلمان کے ملک مین چلی جائیگی تو پھر عشری ہو جائیگی

[۱] بنی تغلب عرب کا ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ کے نصرانیون سے حضرت عمرؓ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ جس قدر مسلمانون سے لیا جاتا ہے اسکا دونا تمسے لیا جائیگا اسی واسطے ابتک وہ قاعدہ جاری ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ ہندوستانیون کے لیے غیر ضروری ہے کیونکہ وہ قوم ہی نہیں اور ہو تو بھی تو کیا عشر لینا تو بادشاہ کا کام ہے مگر صرف علم کی غرض سے یہ مسئلہ لکھ دیا گیا ۱۲

اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان سے عشری زمین مول لے اور پھر بسبب بیع کے فاسد ہونے یا خیار شرط۔ یا۔ خیار رویت کے ذریعہ سے اُسی مسلمان کے پاس واپس آجائے تو عشری ہی رہے گی اور جو خیار عیب کے سبب سے واپس کیجائے تو اسمین شرط ہے کہ قاضی کے حکم سے واپس ہو تو عشری رہیگی اور جو بے حکم قاضی کے واپس کیجاے تو خراجی ہو جائیگی۔

ہندوستان کی زمینین جو مسلمانون کے قبضے مین ہین اُنکی نو حالتین ہین (۱) بادشاہان اسلام کے وقت سے موروثی ہین (۲) موروثی ہین مگر بادشاہی وقت سے نہین۔ اور معلوم نہین کیونکر قبضہ مین آئین (۳) مسلمانون نے مسلمانون سے مول لی ہین اور اُن بیچنے والے مسلمانون نے بھی مسلمانون سے مول لی ہین (۴) مسلمانون نے مسلمانون سے مول لی ہین مگر یہ معلوم نہین کہ اُن بیچنے والے مسلمانون نے کس سے مول لے لین (۵) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہین اور وہ اس سے پہلے مسلمانون کے ملک مین تھین (۶) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہین اور معلوم نہین کہ وہ اس سے پہلے کس کی ملک مین تھین (۷) مسلمانون نے مسلمانون سے مول لین اور ان بیچنے والے مسلمانون نے غیر مسلم سے مول لی تھین (۸) مسلمانون نے غیر مسلم سے مول لین (۹) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کین اور وہ اس سے پہلے غیر مسلم کے مملوکہ تھین۔

پہلی پانچون صورتون مین اُن زمینون کی پیداوار پر اگر وہ بارش یا دریا کے پانی سے سینچی جائین تو عشر فرض ہے اور جو مول کے پانی سے یا کنوءن

سے سینچی جائین تو نصف عشر فرض ہی کیونکہ ان سب صورتون مین یہ زمینین یا تو مملوکہ اہل اسلام ہین یا کچھ معلوم نہین نہ معلوم ہونے کی صورت مین بھی انھین کی مملوکہ سمجھی جائین گی کیونکہ انھین کی سلطنت تھی اور مسلمانون کی مملوکہ زمینون پر عشر یا نصف عشر ہی فرض ہوتا ہی اور اخیر کی چار صورتون مین اُن زمینون کی پیداوار پر عشر واجب نہین بلکہ وہ زمینین خراجی ہین یعنے اگر بادشاہ اسلام ہوتا تو انپر خراج ہوتا۔ سرکاری مالگذاری جو دیجاتی ہی یہ عشر مین محسوب نہین ہوسکتی کیونکہ عشر کے مصارف مین صرف نہین کیجاتی پس اس کے دینے سے عشر ساقط نہ ہوگا۔

اگر کوئی ذمی کافر اپنے گھر یا افتادہ زمین کو باغ یا کھیت بنالے تو وہ خراجی ہی اگر کوئی مسلمان اپنے گھر یا افتادہ زمین کو باغ یا کھیت بنالے تو اگر اُسکی سینچائی خراج کے پانی سے کرے تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے کرے تو عشری ہی۔ اور اگر دونون سے سینچے تب بھی وہ عشری ہوگی اگرچہ خراج کا پانی زیادہ ہو (درمختار وغیرہ)

خراجی وہ پانی ہی جسپر پہلے کفار کا قبضہ ہو اور پھر اہل اسلام نے بزور اسکو اپنے قبضے مین لیلیا ہو اور جو ایسا نہو وہ **عشری** ہی جیسے مینھ کا پانی اور اُن کنوؤن چشمون کا پانی جو کسیکے قبضہ مین نہو گھر مین قبرستان مین اور تیل وغیرہ کے چشمہ مین کچھ بھی واجب نہین جب کھیتی اور درخت پھلجائین اور اُنکے پھل عادۃً استعمال کے قابل ہوجائین تو اُنپر عشر واجب ہوجاتا ہی خواہ وہ پکے ہون یا نہین کٹنے کے قابل ہون یا نہین بعض غلہ قبل پکنے کے استعمال مین آنے لگتے ہین مثل نخود اور بڑی جوار وغیرہ

کے اسی طرح بعض درختون کے پھل مثل آنب کے کہ کچے پن ہی مین چٹنی آچار کے کام آنے لگتے ہین پس جسوقت سے جو غلہ اور جو پھل عادۃً قابل استعمال ہوجاے اُسیوقت سے اُسپر عشر واجب ہی۔

جس غلہ اور جس پھل پر عشر واجب ہوگیا ہو اُسکا استعمال بغیر عشر ادا کیے جائز نہین اور اگر کوئی شخص استعمال مین لائیگا تو اُسے تاوان دینا پڑے گا۔

جس شخص پر عشر فرض ہو اور وہ بغیر ادا کیے ہوے عشر کے مرجائے تو اُسکے مال متروکہ سے عشر لیا جائیگا خواہ وہ وصیت کر گیا ہو یا نہین (درمختار وغیرہ)

کوئی شخص باوجود قدرت کے کسی عشری زمین مین کاشت نہ کرے تو اُسکو عشر نہ دینا پڑیگا بخلاف خراج کے۔

اگر کوئی شخص اپنی کھیتی یا پھلا ہوا باغ بیچ ڈالے تو اگر قبل پکنے کے بیچا ہی تو عشر مشتری کے ذمے ہوگا اور اگر پکنے کے بعد بیچا ہی تو عشر بائع کے ذمے ہوگا۔

کرایہ کی زمین مین عشر کرایہ دار پر[ا] ہوگا جو اُسکی کاشت کرتا ہی نہ مالک پر۔ اسی طرح عارت کی زمین پر عشر عاریت لینے والے پر ہوگا نہ عاریت دینے والے پر (درمختار وغیرہ)

اگر دو آدمی شرکت مین کھیتی کرین تو دونون[ب] پر عشر ہوگا خواہ بیج انہین سے ایک ہی کا ہو (ردالمحتار وغیرہ) عشر مین بھی اختیار ہی کہ خواہ خود وہ چیز دے جسپر عشر واجب ہوا ہی خواہ اُسکے بدلہ مین قیمت دیدے۔

لہ یہ صاحبین کا مذہب ہی اسی پر اکثر متقدمین کا فتوے ہی اور یہی قواعد کے موافق ہی کیونکہ عشر پیداوار پر ہوتا ہی اور پیداوار کا یہی مالک ہی امام صاحب کے نزدیک زمین کے مالک پر عشر فرض ہی بعض متاخرین نے انکے قول پر بھی فتوے دیا ہی مگر ترجیح صاحبین ہی کے قول کو معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم ۱۲ عسہ یہ مذہب صاحبین کا ہی فتوے اسی پر ہی ۱۲

ساعی اور عاشر کا بیان

آنحضرت علیہ السلام اپنے مسعود زمانے مین زکوۃ کی تقسیم کا انتظام خود بنفس نفیس فرماتے تھے تمام مسلمانون کی زکوۃ کسی خاص شخص کے ذریعہ سے تحصیل فرماکر بطور خود مستحقین پر صرف کیا کرتے تھے اور جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے یمن کا قاضی بناکر بھیجا تھا تو انکو بھی یہی حکم دیا تھا کہ مسلمانونکی زکوۃ تم خود وصول کرکے فقرا پر تقسیم کرنا۔ اور اسی پر خلفاے راشدین کا عمل رہا اور اسکے بعد بادشاہان اسلام نے بھی اسپر عمل کیا خلفاے عباسیہ وغیرہ تک اسکا پتہ کچھ کچھ چلتا ہی اور ہر قسم کی زکوۃ اور صدقہ کا بیت المال یعنی خزانہ علیحدہ رہا کرتا تھا مثلاً خمس کا بیت المال علیحدہ رہتا تھا اُسمین غنیمت کے مالون کا پانچوان حصہ اور دفینون وغیرہ کا پانچوان حصہ جو اللہ کی راہ مین لیا جاتا ہی رہتا تھا اور زکوۃ اور عشر کا بیت المال علیحدہ ہوتا تھا خراج اور جزیہ کا بیت المال جدا ہوتا تھا اور جس شخص کو زکوۃ کی تحصیل کے لیے مقرر کرتے تھے وہ مسلمانونکے گھر گھر جاکر زکوۃ وصول کرلاتا تھا اسکو **ساعی** کہتے تھے اس ساعی کی تنخواہ اسی زکوۃ کے مال سے دیجاتی تھی جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہی اور آیندہ بیان ہوگا۔ ایک دوسرا طریقہ اور تھا کہ عام شاہراہون پر جس طرف سے تاجرون کی آمد و رفت رہتی تھی امام یعنی حاکم وقت کی طرف سے ایک شخص مقرر کردیا جاتا تھا جو اُنکے مالون کی رہزنون سے حفاظت کیا کرتا تھا اور اُنکے تجارتی مالون سے بشرطیکہ وہ بقدر نصاب ہون اور ایکسال اُنپر گذر چکا ہو اور قرض سے محفوظ ہون ایکخاص حصہ لے لیا کرتا تھا یعنی مسلمانون سے چالیسوان حصہ ذمی کافرون سے بیسوان حصہ حربی کافرون سے دسوان حصہ

اور اگر یہ معلوم ہوجاتا کہ حربیون نے مسلمان تاجرون سے جو اُنکے ملک مین گئے تھے اس سے زیادہ یا کم لیا تھا تو اُنسے بھی اسیقدر لیا جاتا تھا ہان اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ مسلمانون کا سب مال لے لیتے ہین تو اُنکے ساتھ ایسا نہ کیا جاتا تھا کیونکہ یہ ظلم صریح ہی۔ اور اگر یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ وہ لوگ مسلمانون سے کچھ نہین لیتے ہین تو پھر اُنسے بھی کچھ نہ لیا جاتا تھا۔

اس شخص کو جو ان شاہراہون پر بیٹھکر تاجرونکے مال سے حصہ لیتا تھا عاشر کہتے تھے۔ یہ عاشر جو کچھ وصول کرتا تھا امام یعنی حاکم وقت کے پاس بھیجدیتا تھا اور وہ زکوۃ کے بیت المال مین جمع رہتا تھا اور عند الضرورت مستحقین پر صرف ہوتا تھا ہمنے عاشر کے احکام نہایت اجمال سے بلکہ کچھ بھی نہین بیان کیے ہمکو صرف یہ بتانا منظور تھا کہ عاشر کس کو کہتے ہین اُسکے احکام کی ضرورت ہمکو آجکل نہین ہی اسلیے کہ بدنصیبی سے ہم اُن مبارک زمنہ سے جنمین احکام شرعیہ پر عمل ہوتا تھا بہت بعد پیدا ہوے ہین۔

اب وہ زمانہ ہی کہ مسلمانون کو خود اسکا انتظام چاہیے ہر شخص اپنی زکوۃ خود قواعد شرعیہ کے لحاظ سے نکالے اور خود اپنے طور پر مستحقین پر صرف کرے خود اپنے ہی صندوقچہ کو زکوۃ کا بیت المال بنائے یعنی زکوۃ کا مال جسوقت ختم ہو یا عشر جسوقت واجب ہو فورًا اگر مستحقین دستیاب ہوجائین تو اُسی وقت تقسیم کردے ورنہ اس صندوقچہ مین علٰحدہ جمع رکھے جسوقت مستحقین ملتے جائین اس مال کو صرف کرتا رہے۔ اس زمانہ مین جو لوگ مستعدی سے قواعد شریعت قادسہ پر عمل کرتے ہین انکے لیے بڑا اجر ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مین بصراحت وارد ہو گیا ہے۔

اللہ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین بالنبی الامین۔

زکوۃ اور عشر کے مستحقین کا بیان

جسطرح اللہ پاک نے قرآن مجید مین زکوۃ کا اتنا بڑا اہتمام فرمایا ہی کہ نماز جیسی عبادت کے ساتھ اُسکو تینتیس جگہ ذکر فرمایا ہی اور اسکے علاوہ بھی جابجا اُسکی تاکید و فضیلت کے بیان کو اپنے مقدس کلام سے زینت دی ہی اسی طرح حق سبحانہ نے زکوۃ کے مصارف بھی بیان فرما دیے ہین اور جن جن لوگون کو زکوۃ کا مال لینے کا استحقاق ہی انکی پوری تفصیل کردی ہی فقہا نے جو کچھ لکھا ہی سب ہی ایک آیت کی تفسیر ہی

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ترجمہ۔ صدقے (کے مال) تو صرف فقیرون اور مسکینون کے لیے ہین اور عاملون کے لیے اور ان لوگون کے لیے جنکی تالیف قلب کیجائے اور غلامون کی (کی آزادی) مین (خرچ کرنے کے لیے) اور قرضدارون (کے قرض ادا کروانے) کے لیے اور اللہ کی راہ مین (خرچ کرنے کے لیے) اور مسافر کے لیے۔

اس آیت مین صدقات سے صدقات واجبہ مراد ہین صدقات نافلہ کا ان لوگون کے سوا دوسرون کو دینا بھی جائز ہی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔ اس آیت مین آٹھ قسم کے لوگ بیان ہوے ہین جنکو صدقہ کا مال دینا چاہیے اور انکے سوا کسی اور کو دینا جائز نہین۔ فقیر۔ مسکین۔ عاملین صدقہ۔ مؤلفۃ القلوب۔ غلام۔ قرضدار۔ فی سبیل اللہ

ع۵ صدقات کی دو قسمین ہین۔ واجب اور نفل واجب وہ صدقات جنکی فرضیت یا وجوب شریعت سے ثابت ہو جیسے زکوۃ اور عشر اور صدقۂ فطر اور نذر کیے ہوے صدقے اور انکے علاوہ جو اپنی طرف سے کوئی شخص صدقہ دے تو وہ نفل ہی ۱۲

مسافر ان آٹھ قسمون مین مؤلفۃ القلوب کا حصہ حنفیہ کے نزدیک ساقط ہوگیا ہی لہذا اُنکے نزدیک سات قسمین رہ گیئن جنکی تفصیل حسب ذیل ہی۔

فقیر۔ وہ شخص جوکسی ایسے مال کے نصاب کا مالک نہو جسپر زکوۃ فرض ہوتی ہی مگر بالکل تہی دست بھی نہو۔

مسکین۔ وہ شخص جسکے پاس کچھ بھی نہ ہو حتی کہ دوسرے وقت کا کھانا بھی

عاملین صدقہ۔ وہ لوگ جو زکوۃ کی تحصیل کے لیے حاکم اسلام کیطرف سے

عہ شروع اسلام مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کچھ لوگون کو تالیف قلب کے لیے صدقات کے مال دیدیتے تھے کچھ لوگ تو کافر تھے جنکے دینے سے مقصود یہ تھا کہ انکے دل مین اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ مسلمان ہوجائین اور کچھ کافرون کو اس غرض سے دیا جاتا تھا کہ وہ شر و فساد نہ کرین اور کچھ لوگ نو مسلم ضعیف الایمان تھے اُنکو اسلیے دیا جاتا تھا کہ اونکے دل مین اسلام کی جڑ مضبوط ہوجائے ۱۲

عہ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہی اور یہی مذہب اکابر صحابہ سے منقول ہی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق ہی کے زمانۂ خلافت سے مولفۃ القلوب کو صدقہ دینا موقوف کرادیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کی حدیث سے جب آپ نے معاذ کو یمن کا قاضی بناکر بھیجا تھا اسی مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ آپ نے اُنسے فرمایا تھا کہ مالدار مسلمانون سے صدقہ لیکر فقیر مسلمانون کو دینا مولفۃ القلوب کا ذکر آپ نے اُنسے نہین کیا امام شافعی اسکے مخالف ہین وہ فرماتے ہین کہ یہ حکم اب بھی باقی ہی اگر ضرورت ہو تو اب بھی تالیف قلب کے لیے صدقات کا مال کافرون کو دیا جاسکتا ہی ۱۲

سے مسکین کی یہ تعریف حنفیہ کے نزدیک ہی اُنکے نزدیک مسکین کا درجہ فقر مین فقیر سے بڑھا ہوا ہی اور بعض ائمہ کے نزدیک مسکین اور فقیر مین کچھ فرق نہین اور بعض کے نزدیک فقیر کا درجہ فقر مین مسکین سے زیادہ ہی ۱۲

مقرر ہون عاشر بھی انمین داخل ہی - ان لوگون کی تنخواہ زکوۃ کے مال سے دیجائیگی اور تنخواہ کی مقدار ہر شخص کے کام کے موافق حاکم وقت کی تجویز سے مقرر ہوگی اسقدر کہ اُسکو اور اُسکے متعلقین کو کافی ہوسکے اور اگر صدقات کے مال جو اُسنے جمع کیے ہین اُسکی تحویل سے ہلاک ہو جائین تو پھر اُسکو کچھ نہ ملیگا خاندان بنی ہاشم کے لوگ اگر عامل مقرر کیے جائین تو جائز ہے[ع] مگر اُنکی تنخواہ زکوۃ اور عشر کے مال سے نہ دیجائے کیونکہ اس قسم کا مال لینا اُنکو مکروہ تحریمی ہی مگر اُنکی تنخواہ کسی ایسے روپیہ سے دیجائے جسکا لینا اُنکو جائز ہو -

غلام یعنی مکاتب[عسہ] بشرطیکہ وہ کسی ہاشمی کے ملک مین نہو خواہ اُسکا آقا غنی ہو یا فقیر ہر حال مین اُسکو دینا جائز ہی تاکہ وہ اپنے آقا کو دیکر آزادی حاصل کرلے -

قرضدار یعنی وہ شخص جو کسی کا قرض چاہتا ہو اور اُسکے پاس اسقدر مال نہو کہ اس قرض کو ادا کرے تو اُسکو صدقات کا مال دیدیا جائے تاکہ وہ اپنے قرض خواہ کا قرض ادا کرکے اس بار عظیم سے سبکدوش ہو جائے -

فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ مین - مجاہد لوگ مفلسی کے سبب سے لشکر اسلام کے ساتھ جہاد کے لیے نہ جاسکتے ہون اور جو لوگ بارادۂ حج اپنے گھر

ع بعض فقہا کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ ہاشمی کا عامل مقرر کرنا جائز ہی نہین مگر یہ صحیح نہین جیسا کہ شامی وغیرہ مین بتصریح مذکور ہی -

عسہ یہ مذہب حنفیہ کا ہی اُنکے نزدیک غلام سے یہی خاص قسم غلام کی مراد ہی اور یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہی امام حسن بصری سے بھی یہی منقول ہی مکاتب کے سوا اور کسی قسم کے غلام کو زکوۃ کا مال دینا حنفیہ کے نزدیک جائز نہین ہی نہ زکوۃ کے مال سے غلامون کا مول لیکر آزاد کرنا درست ہی ۱۲

سے نکلے ہون اور اثنائے راہ مین کسی سبب سے مفلس ہو جائین کہ حج کے لیے نہ جاسکین اور جو لوگ طلب علم کرتے ہون اور بے سامانی اور افلاس اُنکو پریشان کررہا ہو یہ سب لوگ اسمین داخل عـہ ہین اور ان سب کو صدقات کے مال دیے جاسکتے ہین۔

مسافر یعنے وہ شخص جسکے ملک مین مال ہو مگر بالفعل اُسکے قبضے مین نہو خواہ اس سبب سے کہ وہ اپنے وطن سے باہر ہو جہان اُسکا مال ہو یا اس سبب سے کہ اسکا مال کسی دوسرے پر قرض ہو اور وہ اُسکے لینے پر قادر نہو یا اور کوئی صورت ایسی ہو کہ اُسکا مال اُسکے قبضہ سے نکل گیا ہو اور بالفعل اسکے قبضے مین نہ آسکتا ہو۔ یہ معنی مسافر کے تعمیمًا بیان کیے گئے ہین ورنہ درحقیقت مسافر اُسکو کہتے ہین جو اپنے وطن سے باہر ہو۔

زکوۃ دینے والے کو اختیار ہی کہ ان اقسام مین سے جس قسم کو چاہے اپنی زکوۃ کا مال دیدے۔ یہ ضروری عـہ نہین کہ ان تمام اقسام کو دے۔

زکوۃ کا مال ان مصارف کے سوا اور کسی کام مین نہ صرف کیا جائے کسی میت کا کفن اس مال سے نہ بنایا جائے نہ میت کا قرض اس مال سے ادا کیا جائے نہ اس سے مسجد وغیرہ بنائی جاوے۔ اسیطرح زکوۃ کے مال سے غلامون کو مول

عـہ بعض فقہانے اسمین خلاف کیا ہی کہ فی سبیل اللہ سے صرف مجاہدین مراد ہین مگر صحیح یہ ہی کہ جو شخص اللہ کی عبادت اور دین کے کامون مین کوشش کرتے ہون اور وہ مفلس ہون تو وہ سب فی سبیل اللہ مین داخل ہین جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ مین بصراحت مذکور ہی ۱۲

عـہ یہ حنفیہ کا مذہب ہی امام شافعی کے نزدیک تمام قسمون کے تین تین آدمیون کو دینا ضروری ہی ۱۲

لیکر آزاد کرنا بھی صحیح نہین کیونکہ ان سب صورتون مین کسی فقیر کو مال کا
مالک نہین بنایا جاتا اور زکوۃ کے صحیح ہونے مین یہ شرط ہے کہ کسی فقیر
کو اُسکا مالک بنا دیا جاے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے -

زکوۃ کا مال کسی ایسے شخص کو نہ دینا چاہیے جس سے زکوۃ دینے والے کو
ابوت یا بنوت کا تعلق ہو یس اپنے باپ دادا پردادا وغیرہ اور دادی پردادی
وغیرہ اور مان اور مان کے باپ دادا پردادا وغیرہ کو نہ دے اور اپنے بیٹے
اور پوتے پروتے اور بیٹی اور نواسی نواسے وغیرہ کو بھی نہ دے اور اسی طرح
اُسکو بھی نہ دینا چاہیے جس سے زوجیت کا تعلق ہو یس شوہر اپنی بی بی کو اور
بی بی اپنے شوہر کو زکوۃ کا مال نہ دے عورت اگر مطلقہ ہو مگر عدت کے اندر
ہو تو اُسکو بھی زکوۃ کا مال نہ دے ہان بعد عدت کے چونکہ زوجیت کا تعلق
باقی نہین رہتا اسلیے اُسوقت دینا جائز ہی اور اُسی طرح اُسکو بھی نہ دے
جس سے ملکیت کا تعلق ہو یس اپنی لونڈی غلام کو زکوۃ نہ دے اگرچہ اُسکو
مکاتب یا مدبر کر چکا ہو - ان سب لوگون کو زکوۃ کا مال دینا اس سبب سے
ناجائز ہی کہ یہ لوگ ایک اعتبار سے زکوۃ دینے والے سے متحد ہین یس انکو زکوۃ دینا

عہ اصل وجہ اسکی یہی ہی کہ آیت مین رقاب کے لفظ سے جسکے معنی غلام کے ہین حنفیہ کے
نزدیک صرف مکاتب مراد ہی ۱۲

عہ مکاتب وہ غلام ہی جسکو اسکے آقا نے لکھدیا ہو کہ یہ اگر اسقدر مال ادا کردے تو آزاد ہی
اور مدبر وہ غلام ہی جسکی نسبت اسکے آقا نے کہدیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد یہ آزاد ہی ۱۲

سہ ان لوگون کو زکوۃ کا مال دینا تو ناجائز ہی مگر انکی خبر گیری اور انکی کفالت شریعت کی طرف
سے ہر شخص پر لازم کردی گئی ہی ۱۲

گویا اپنی ہی ذات کو نفع پہونچاتا ہے اور زکوۃ کے مال سے خود منتفع ہونا
مذکورۂ بالا اعزہ کے سوا اور عزیزون کو زکوۃ کا مال دینا جائز ہے
بلکہ بہتر یہ ہے کہ جہان تک اپنے اعزہ مین صاحب حاجت لوگ ملین غیر کو نہ دے
جب اعزہ مین کوئی صاحب حاجت نہ ملے تو اپنے دوستون کو جو محتاج
ہون دے اور اُنکے بعد پڑوسیون کا حق ہے ۔
اگر یہ خیال ہو کہ اُسکے اعزہ زکوۃ کا روپیہ دینے سے بُرا مانینگے
تو اون کو نہ بتائے کہ مین تمکو زکوۃ کا مال دیتا ہون کیونکہ زکوۃ کی صحت
مین یہ شرط نہین کہ جسکو دیا جائے اُس سے بھی یہ کہدیا جائے کہ یہ زکوۃ
کا مال ہے ۔ بلکہ اسکی بہت عمدہ صورت یہ ہے کہ برسم عیدی یا اور کسی خوشی کی
تقریب مین اپنے اعزہ کے لڑکون کو زکوۃ کا روپیہ دیدے اس طور پر
انکو ہرگز خیال بھی نہ ہوگا کہ یہ زکوۃ کا روپیہ ہے مگر اسمین شرط ہے کہ وہ
لڑکے سمجھ دار ہون ناسمجھ بچے کو زکوۃ کا مال دینا درست نہین ۔
(در مختار ۔ رد المحتار) اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو کچھ ہدیہ دے جیسے
امرا کے یہان پہلے پہل کے پھل کی ڈالی لگائی جاتی ہے تو اُس ڈالی
لگانے والے کو زکوۃ کے مال سے دینا درست ہے بشرطیکہ اسمین زکوۃ
کے مستحقین کے اوصاف پائے جاتے ہون اور اُسکی ڈالی کا عوض نہ سمجھے ۔
(در مختار وغیرہ)
مالدار کو اور اُسکے غلام کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہین ہان اُوسکے مکاتب
غلام کو دینا جائز ہے اور اُسکے اُس ماذون غلام کو بھی دینا جائز ہی جسپر استغراق
قرض ہو جو اُسکی قیمت اور اسکے مال سے زیادہ ہو ۔ مالدار سے وہ شخص مراد

ہے جس کے پاس اصلی ضرورتوں سے زائد مال ہو اور وہ زائد مال کم از کم بقدر نصاب ہو۔

بنی ہاشم[1] کے تین خاندان کے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو۔ حارث[2] کی اولاد کو۔ ابو طالب[3] کی اولاد کو سادات بنی فاطمہ اور سادات علویہ اس تیسرے خاندان مین داخل ہین کیونکہ وہ حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد ہین اور حضرت علی مرتضےٰ ابوطالب کے بیٹے ہین۔ ان خاندانون کے غلامون کو بھی زکوۃ کا مال نہ دینا چاہیے ہان صدقات واجبہ یعنے زکوۃ عشر صدقۂ فطر کے سوا اور قسم کے صدقات سے اُن کی مدد کرنا جائز ہے۔

کافرون کو بھی صدقات کا مال دینا جائز نہین ہان اگر ذمی کافر ہو تو اُسکو زکوۃ عشر خراج کے سوا اور صدقات کا دینا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے غالب گمان مین کسی شخص کو زکوۃ کا مستحق سمجھکر زکوۃ کا مال دیدے اور پیچھے سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنا ہی غلام تھا یا مکاتب یا کافر حربی یا کافر مستامن تو اُسکو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوۃ ادا کرے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ مالدار تھا یا ذمی کافر تھا یا اُسکا باپ یا بیٹا تھا یا اُسکی بی بی تھی یا بنی ہاشم

---

[1] ہاشم عبدالمطلب کے والد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا کا نام ہے علاوہ عبدالمطلب کے ان کے تین بیٹے اور تھے مگر نسل صرف عبدالمطلب سے جاری ہوئی۔ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے جن مین سے صرف ان تین بیٹون کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہین ہے۔ عباس[1]۔ حارث[2]۔ ابو طالب[3] ۱۲

کے ان خاندانون مین سے تھا جنکو زکوۃ دینا جائز نہین تو پھر دوبارہ دینے کی ضرورت نہین ہان اگر بغیر غالب گمان کے دیدے توان صورتون مین پھر دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

کسی فقیر کو زکوۃ کا مال بقدر نصاب یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہی مگر اس صورت مین کہ وہ قرضدار ہو یا اس کے لڑکے بالے بہت ہون۔

زکوۃ کا مال دوسرے شہر مین بھیجنا مکروہ ہی مگر اس صورت مین کہ اسکے اعزہ محتاج ہون اور دوسرے شہر مین رہتے ہون یا اس شہر سے دوسرے شہر مین زیادہ محتاج لوگ ہون یا وہ لوگ بہ نسبت یہان کے لوگون کے پرہیزگار زیادہ ہون۔ جو شخص دارالحرب مین رہتا ہو اُسکو اپنی زکوۃ کا دارالاسلام مین بھیجنا مکروہ نہین کیونکہ دارالاسلام کے فقرا زیادہ استحقاق رکھتے ہین اسیطرح طالب علم کے واسطے بھی زکوۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر مین بھیجنا مکروہ نہین اور اگر سال کے تمام ہونے سے پہلے کوئی شخص زکوۃ دے تو اُسکا ایک شہر سے دوسرے شہر مین بھیجنا کسی حال مین مکروہ نہین۔

علاوہ فرض صدقات یعنی زکوۃ اور عشر کے اگر کوئی شخص نذر مانے کہ اگر میرا فلان کام ہو جائیگا تو مین اللہ کے لیے اسقدر صدقہ دونگا تو یہ صدقہ واجب ہی اور جس قسم کے لوگون کے دینے کی اسمین نیت کیجائے اُسی قسم کے لوگون کو دیا جائے گو وہ صدقہ کا استحقاق باعتبار آیت کے نہ رکھتے ہون۔

فرض وواجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اُسیوقت مین مستحب ہی جبکہ مال اپنی ضرورتون اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتون سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہی اسی طرح

اپنے کل مال کا صدقہ مین دیدینا بھی مکروہ ہی ہان اگر وہ اپنے نفس مین توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو تو پھر مکروہ نہین بلکہ بہتر ہی۔

جو شخص نفل صدقہ دے اُسکے لیے افضل ہی کہ اُسکا ثواب تمام مسلمانونکی ارواح کو بخشدے کیونکہ اس سے خود اسکا ثواب کم نہوگا اور تمام مسلمانون کو اسکا فائدہ پہونچیگا اس فائدہ رسانی کا ثواب انشاءاللہ اُسکو علاوہ ملیگا۔

رکاز کا بیان

رکاز اُس مال کو کہتے ہین جو زمین کے نیچے پوشیدہ ہو خواہ اُسکو کسی نے گاڑا ہو جیسے روپیہ پیسہ وغیرہ کو لوگ گاڑتے ہین یا خود وہین پیدا ہوا ہو مثل کان وغیرہ کے قسم اول کو کنز کہتے ہین۔ اور قسم دوم کو مَعدن۔

اگر کوئی مسلمان یا ذمی دار الاسلام کی کسی زمین مین معدن پاجائے اور وہ معدن ایسی منجمد چیز کا ہو جو آگ مین ڈالنے سے نرم ہوجاتی ہو جیسے لوہا۔ چاندی سونا رانگا۔ پارہ[1] وغیرہ تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زمین کسیکی مملوک ہی یا نہین اور اگر ہے تو کسی ایک کی یا تمام مسلمانون کی اگر کسی کی مملوک نہین ہے تو اُس معدن کا پانچوان حصہ بیت المال کا ہی اور چار حصے پانے والے کے ہین۔ اور اگر کسی ایک کی مملوک ہے تو ایک حصہ بیت المال کا اور چار حصہ مالک کے اور اگر تمام مسلمانون کی مملوک ہی تو وہ سب مال بیت المال مین رہیگا کیونکہ بیت المال تمام مسلمانون کا خزانہ ہی۔

اگر معدن مین کوئی ایسی چیز نکلے جو منجمد نہ ہو جیسے تیل وغیرہ یا آگ مین ڈالنے سے

[1] پارہ اگرچہ خود آگ پر نہین ٹھہرتا مگر دوسری چیز کے ساتھ ملاکر ٹھہرجاتا ہی ۱۲

نرم نہوتی ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو اُنمین بیت المال کا کچھ بھی حصہ نہین ہی بلکہ وہ سب پانے والے کا ہی۔

اسیطرح اگر کسی کے گھر مین یا دوکان مین کوئی معدن نکل آئے تو وہ بھی کل اسیکا ہی بیت المال کا اُسمین کچھ بھی حصہ نہین ہی

اور اگر کسی مسلمان یا ذمی کو کنز ملجائے تو اس بات کے دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ مسلمانون کا گاڑا ہوا ہی یا کافرون کا اگر کسی قرینے سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کافرون کا ہے یا کچھ نہ معلوم ہو تو اُسکا پانچوان حصہ بیت المال کا اور باقی پانے والے کا خواہ وہ کسی کی مملوکہ زمین ہو یا نہین (ردالمحتار)

اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مال مسلمانون کا گاڑا ہوا ہے تو وہ لقطہ کے حکم مین ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ عام شاہرادون پر اور مسجدون کے دروازون پر اُس کی منادی کیجائے یہان تک کہ جب ظن غالب ہو جائے کہ اب اس کا کوئی مالک نہ ملیگا تو فقیرون کو دیدیا جائے اور اگر خود فقیر ہو تو اپنے اوپر خرچ کرے۔

آجکل خصوصًا ہمارے ملک مین چونکہ بیت المال کا کچھ انتظام نہین ہی اسلیے بیت المال کا حصہ بطور خود[1] اُن لوگون کو جنکا ذکر مستحقین زکوۃ کے بیان مین گذر چکا تقسیم کر دیا جائے (درمختار وغیرہ)

---

[1] یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ اور اسی پر ابن حسن ذبانے مین فتوے ہے (ردالمحتار) ۱۲

صدقۂ فطر کا بیان

ہم دوسری جلد مین لکھ چکے ہین کہ عید الفطر کے دن ایک مقدار معین کا محتاجون کو دینا واجب ہی اسی کو **صدقۃ الفطر** کہتے ہین مگر وہان ہمنے اُسکے احکام نہ بیان کیے تھے اب یہان چونکہ تمام صدقات کا بیان ہو رہا ہی لہذا اسکا بھی بیان کیا جاتا ہی کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہی۔

صدقۂ فطر کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی سال دیا تھا جس سال رمضان کے روزے فرض ہوے ہین۔

عید الفطر کے دن خاصکر اس صدقے کے تقرر مین یہ مصلحت معلوم ہوتی ہی کہ وہ دن خوشی کا ہی اور اُسدن اسلام کی شان وشوکت کثرت وجمعیت کے ذریعہ سے دکھائی جاتی ہی اور صدقہ دینے سے یہ مقصود خوب کامل ہو جاتا ہی علاوہ اسکے اسمین روزے کی بھی تکمیل ہی (حجۃ اللہ البالغہ) علامہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح مین ناقل ہین کہ صدقہ فطر کے دینے سے روزہ مقبول ہو جاتا ہی۔ انتہی اور اس صدقہ مین حق تعالے کے اس عظیم الشان احسان کا کہ اُسنے ماہ مبارک سے ہمین مشرف کیا اور اُسمین روزہ رکھنے کی ہمکو توفیق دی کچھ اداے شکر بھی ہی۔

مسائل

(۱) صدقۂ فطر واجب[١] ہی فرض نہین۔

[١] فقہانے لکھا ہی کہ امام شافعی کے نزدیک صدقۂ فطر فرض ہی مگر درحقیقت یہ کوئی اختلاف نہین اسلیے کہ اُن کے نزدیک واجب کی اصطلاح قائم ہی نہین ہان فرض کی دو قسمین انکے یہان بھی ہین قطعی اور ظنی سو صدقۂ فطر ان کے نزدیک بھی فرض قطعی نہین ہی ١٢

(۲) صدقۂ فطر کے واجب ہونے کے لیے صرف تین چیزین شرط ہین (۱) آزاد ہونا لونڈی غلام پر اصالۃً[1] صدقۂ فطر واجب نہین (۲) مسلمان ہونا کافر پر اصالۃً صدقۂ فطر واجب نہین (۳) کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی ضرورتون سے فارغ ہو اور قرض سے بالکل یا بقدر ایک نصاب کے محفوظ ہو۔ اس مال پر ایک سال کا گذر جانا شرط نہین نہ مال کا تجارتی ہونا شرط ہی نہ صاحب مال کا بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہی حتی کہ نابالغ بچون اور مجنونون پر بھی صدقۂ فطر واجب ہی انکے اولیا کو انکی طرف سے ادا کرنا چاہیے اور اگر ولی نہ ادا کرے اور وہ خود اسوقت مالدار ہون تو بعد بالغ ہونے یا جنون زائل ہوجانے کے خود انکو اپنے عدم بلوغ یا جنون کے زمانے کا صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) صدقۂ فطر کے صحیح ہونے مین وہی سب شرطین ہین جو زکوۃ کے صحیح ہونیمین تھین

(۴) صدقۂ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے لہذا جو شخص قبل طلوع فجر کے مرجائے یا فقیر ہوجائے اُسپر صدقۂ فطر واجب نہین اسی طرح جو شخص قبل طلوع فجر کے اسلام لائے یا مال پا جائے یا جو لڑکا بعد طلوع فجر کے پیدا ہو اُس پر بھی صدقۂ فطر واجب نہین ہان جو لڑکا قبل طلوع فجر کے پیدا ہو یا جو شخص قبل طلوع فجر کے اسلام لائے یا مال پا جائے اُسپر صدقۂ فطر واجب ہی۔

(۵) صدقۂ فطر کے واجب ہونے مین روزہ دار ہونا شرط نہین جس شخص نے

---

[1] اصالۃً کی قید اسلیے کہ خود اسپر تو واجب نہین مگر اسکے مالک پر اسکی طرف سے دینا واجب ہوا اسیطرح کافر پر بھی اصالۃً واجب نہین لیکن اگر وہ کسی مسلمان کا غلام ہو تو اس مسلمان پر اسکی طرف سے بھی صدقۂ فطر کا دینا واجب ہی۱۲

کسی عذر[1] کے سبب سے روزہ نہ رکھا ہو اُسپر بھی صدقۂ فطر واجب ہی۔

(۶) صدقۂ فطر کا ادا کرنا اپنی طرف سے بھی واجب ہی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی اور بالغ اولاد کیطرف سے بھی بشرطیکہ وہ فقیر ہون اور اپنی خدمت کے لونڈی غلامون کیطرف سے بھی اگرچہ وہ کافر ہون۔ نابالغ اولاد اگر مالدار ہون تو اُنکے مال سے ادا کردے اور جو مالدار نہون تو اپنے مال سے بالغ اولاد اگر مالدار ہون تو اُنکی طرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین ہان احساناً اگر ادا کردے تو جائز ہی یعنی پھر اُن اولاد کو دینے کی ضرورت نہ رہیگی اور اگر بالغ اولاد مالدار تو ہون مگر مجنون ہون تب بھی اُنکی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہی مگر اُنھین کے مال سے۔ جو لونڈی غلام خدمت کے نہون بلکہ تجارت کے ہون اُنکی طرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین۔ باپ اگر مرگیا ہو تو دادا[2] باپ کے حکم مین ہی یعنی پوتے اگر مالدار ہین تو اُنکے مال سے ورنہ اپنے مال سے اُنکا صدقۂ فطر ادا کرنا اسپر واجب ہی۔ اپنی بی بی کیطرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین ہان احساناً ادا کردے تو جائز ہی۔ اسیطرح مان کو اپنی اولاد کی طرف سے اور بی بی کو اپنے شوہر کیطرف سے صدقۂ فطر کا ادا کرنا واجب نہین اور بے اجازت اگر احساناً ادا کردے تو جائز بھی نہین یعنی اُسکے ادا کرنے

[1] عذر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ مسلمان کبھی بے عذر روزہ کو ترک نہین کر سکتا اور اگر کوئی بدنصیب برائے نام مسلمان بے عذر ترک کردے تو اسکا بھی یہی حکم ہی یعنی صدقۂ فطر اسکے ذمہ بھی واجب ہوگا۔

[2] اس مسئلہ مین اختلاف ہی بعض لوگون کے نزدیک دادا باپ کے حکم مین نہین ہے محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین اور اور محققین نے اپنی کتابون مین اسی کو ترجیح دی ہی کہ اگر باپ مرجائے تو دادا اُسکے حکم مین ہی ۱۲

سے اُنکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر مین رخصت کر دیجائے تو اگر وہ قابل خدمت کے یا موانست کے ہی تو اُسکے باپ کے ذمہ اُس کا صدقۂ فطر واجب نہین بلکہ اگر وہ لڑکی مالدار ہی تو خود اُسکے مال سے صدقۂ فطر دیدیا جائے ورنہ اُسپر واجب ہی نہین۔ اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہ ہو تو اُسکا صدقۂ فطر اُس کے باپ کے ذمہ واجب رہیگا۔ اور اگر شوہر کے گھر مین رخصت نہین کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے ہو ہر حال مین اُسکے باپ پر اسکا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۷) صدقۂ فطر مین گیہون اور اُسکے آٹے یا ستو کا آدھا صاع ہر شخص کی طرف سے ہونا چاہیے اور چھوہارے[1] یا منقے یا جو کا ایک صاع[2]۔

انھین چار چیزون کا ذکر احادیث مین ہی لہذا اگر کوئی شخص ان کے علاوہ کوئی اور چیز دینا چاہے تو اُس کو چاہیے کہ انھین چیزون کی قیمت کا لحاظ کرے یعنی اسی قدر دے کہ جس کی قیمت آدھے صاع گیہون یا ایک صاع جو وغیرہ کے برابر ہو جائے۔ اور اگر نقد دینا چاہے تو

[1] معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانے مین جو اور چھوہارے اور منقے وغیرہ قیمت مین برابر تھے اور گیہون کی قیمت اُنکے اعتبار سے دونی ہوتی تھی ۱۲

[2] صاع کی مقدار کی تحقیق اسی جلد کے مقدمہ مین گذرچکی کہ وہ تقریبًا دو سیر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہی اور اس حساب سے آدھا صاع ایک سیر تین چھٹانک ہوا ۱۲

اختیار ہی[۱] کہ جس کی قیمت چاہے دے خواہ نصف صاع گیہون کی یا ایک صاع جو چھوہارون وغیرہ کی۔

ان چار چیزون مین ایک کو بلحاظ دوسرے کی قیمت کے اُسکی مقدار معین سے کم دینا جائز نہین **مثال** کوئی شخص چھوہارے بقدر چوتھائی صاع کے دے اس لحاظ سے کہ چھوہارے کا چوتھائی گیہون کے نصف صاع یا جو کے پورے صاع کی برابر ہی تو جائز نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص گیہون کا آٹا آدھے صاع سے کم دے بخیال اسکے کہ یہ نصف صاع سے کچھ بھی کم ہو گا تو نصف صاع گیہون کی قیمت کے برابر ہوگا تو یہ بھی جائز نہین۔ (رد المختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ایک قسم کی چیز پوری نہو یعنی نہ گیہون نصف صاع ہون ورنہ جو وغیرہ ایک صاع تو اسوقت اختیار[۲] ہی کہ دو قسمون کو ملا کر مقدار واجب کو پورا کر دے مثلاً نصف صاع جو دے اور نصف صاع چھوہارا یا نصف صاع جو دے اور چوتھائی صاع گیہون (بحر الرائق وغیرہ)

اگر زمانہ ارزانی کا ہو تو نقد دینا بہتر ہی اور اگر خدانخواستہ گرانی کا زمانہ ہو تو کھانے کی چیزون کا دینا افضل ہی (مراقی الفلاح)

(۸) صدقۂ فطر کے مستحقین بھی وہی ہین جو زکوۃ اور عشر کے ہین اُنکے سوا کسی اور کو صدقۂ فطر کا دینا جائز نہین یعنی اورون کے دینے سے صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا ہان

---

[۱] میرے نزدیک امرا کو مناسب یہ ہی کہ گران سے گران چیز کی قیمت دین مثلاً آجکل چھوہارا اور ان سب چیزون مین گران ہی لہذا اسکی قیمت ادا کرین کیونکہ حدیث مین وارد ہوا ہی اذا وسع اللہ فوسعوا جب اللہ تمہین زیادہ دے تو تم بھی زیادہ دو " [۲] امام شافعی کے نزدیک یہ جائز نہین ہی۔

عامل زکوۃ اس سے مستثنےٰ ہی یعنی جس طرح اُسکو زکوۃ کے مال سے دینا جائز تھا صدقۂ فطر کے مال سے دینا جائز نہین۔

صدقۂ فطر کا مال اُس شخص کو دینا جو سحر کے لیے لوگون کو اٹھاتا ہو جائز ہی مگر بہتر یہ ہی کہ اُسکو اُسکی اُجرت مین نہ قرار دے بلکہ پہلے کچھ اور اُس کو دیدے اُسکے بعد صدقۂ فطر کا مال دے۔

(۹) صدقۂ فطر کا قبل رمضان کے آنے کے ادا کر دینا بھی جائز ہی اور دوسرے شہر مین بھی بوجوہ مذکورۂ بالا بھیجنا درست ہی۔

(۱۰) صدقۂ فطر کا اگر وہ عید کے دن سے پہلے ادا نہ کر دیا گیا ہو تو عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کر دینا مستحب ہی۔

(۱۱) بہتر یہ ہی کہ ایک شخص کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے اور اگر ایک شخص کا صدقہ کئی محتاجون کو دیا جائے تو جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہی۔ درالمختار ۱۲

اگر کئی شخصون کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے تو بھی جائز ہے بکراہت اگر اُس کی ضرورت سے زیادہ ہو اور بے کراہت اگر اُسکی ضرورت کے موافق ہو۔

زکوۃ کے مسائل ختم ہو گئے اب زکوٰۃ کے متعلق چالیس حدیثین اور حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چالیس اقوال نقل کیے جاتے ہین۔ واللہ المعین ۱۲

چہل حدیث زکوۃ

(۱) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي اَبُوْسُفْيَانَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ (البخاری)

(۱) ابن عباسؓ کہتے ہین کہ مجھسے ابوسفیان نے بیان کیا یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور کہا کہ وہ ہمکو نماز کا اور زکوۃ کا اور صلۂ رحم کا اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہین۔ (بخاری)

(۲) قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (البخاری)

(۲) جریر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے (کے اقرار) پر بیعت کی (بخاری)

(۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایک چھوہارے کے برابر (بھی) پاک کمائی سے صدقہ دیتا ہی اور اللہ تو پاک کمائی ہی کو قبول فرماتا ہی تو بیشک اللہ اسکو اپنے داہنے ہاتھ مین لے لیتا ہی پھر اسکو صدقہ دینے والے کے لیے

ف یہ حدیث مختصر ہی جسکو امام بخاری نے کتاب الزکوۃ مین لکھا ہی مفصل حدیث بخاری کے باب الوحی مین اسطرح ہی کہ جب ہرقل شاہ روم کو آنحضرت کا ہدایت نامہ پہونچا تو اُسنے عرب کے قافلہ کو جو اتفاق سے بغرض تجارت وہان گیا ہوا تھا بلایا اُس قافلہ مین ابوسفیان بھی تھے یہ اُسوقت تک کافر تھے مختصر یہ کہ ہرقل نے ابوسفیان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیے اور ہر حال کے معلوم ہونے پر یہ کہتا گیا کہ ہان انبیاء سابقین کے حالات بھی اسیطرح تھے بالآخر اُسنے آپ کی تعلیمات کی کیفیت بھی دریافت کی تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ ہمکو نماز اور زکوۃ وغیرہ کی تعلیم کرتے ہین **ف** اس حدیث سے بعض علما نے یہ بات ثابت کی ہی کہ زکوۃ مکہ مین فرض ہو چکی تھی کیونکہ ابوسفیان نے ہرقل سے آپکی تعلیم کا جو حال بیان کیا وہ قیام مکہ کے وقت کا تھا۔ مگر مین کہتا ہون کہ اس حدیث مین زکوۃ سے مراد مطلق صدقہ ہی نہ صدقۂ مفروضہ اور دلیل اسکی یہ ہی کہ خود امام بخاری نے باب الوحی مین بجاے زکوۃ کے صدقہ کا لفظ روایت کیا ہی اسکی مفصل کیفیت تیسری جلد مین ہم

حتیٰ تکون مثل الجبل
(البخاری)

(۴) عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اتاہ اللّٰہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیامة شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامة یاخذ بلھزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک (البخاری)

(۵) عن عدی بن حاتم قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیقفن احدکم بین یدی اللّٰہ لیس بینہ وبینہ حجاب ولا ترجمان یترجم لہ ثم لیقولن لہ الم اوتک مالا فلیقولن بلی ثم لیقولن الم ارسل الیک رسولا فلیقولن بلی فینظر عن یمینہ فلا یری الا النار ثم ینظر عن شمالہ فلا یری الا النار فلیتقین

بڑھاتا ہے جیسا تم مین سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچہ کی پرورش کرے یہانتک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (بخاری)

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ مال دے اور وہ اُسکی زکوۃ نہ ادا کرے تو وہ مال اُس کا قیامت کے دن اُسکے سامنے ایک مار سیاہ کی شکل مین کر دیا جائیگا جسکے دو نقطے ہوتے ہین وہ قیامت کے دن اُسکی گردن مین لپٹ جائیگا اور اُسکے دونون جبڑون کو پکڑ لیگا پھر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون - (بخاری)

(۵) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک ضرور تم مین سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہو گا اُسکے اور اللہ کے درمیان مین (اُسوقت) نہ کوئی حجاب ہو گا اور نہ کوئی ترجمان جو اُسکی باتین بیان کرے پھر اللہ اُس سے فرمائیگا کہ کیا مین نے تجھے مال نہ دیا تھا وہ کہیگا ہان (دیا تھا) پس اپنی داہنی طرف بھی سوا آگ کے کچھ نہ دیکھیگا اور اپنی بائین جانب بھی سوا آگ کے کچھ نہ دیکھے گا - پس تم مین سے ہر شخص کو چاہیے

لہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے اپنے پندنامہ کے اس شعر مین اسی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے ع بخیل ار بود زاہد بحر و بر - بہشتی نباشد بحکم خبر - یعنی بخیل (جو شخص زکوۃ مفروضہ ادا نہ کرے) اگرچہ دنیا بھر کی عبادتین کرے مگر وہ بحکم حدیث بہشت مین نہ جائیگا یعنی بغیر سزا کے ورنہ بعد سزا کے تو ہر مومن بہشت مین داخل ہو گا ۱۲

اَحَدُکُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ (البخاری)

کہ آگ سے بچے اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی پھر اگر (یہ بھی) نہ پائے تو اچھی بات کہکر (بخاری)

(۶) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْکِیْ فَیُوْکٰی عَلَیْكِ۔ (البخاری)

(۶) اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہی انہون نے کہا کہ مجھسے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (ای اسما اپنی مال کی) گرہ ندو ورنہ تمپر (بھی) اللہ کیطرف سے گرہ دیدیجائیگی (بخاری)

(۷) عن عمر رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یتعوذ من خمس من البخل والجبن وفتنة الصدر وعذاب القبر وسوء العمل (مسند احمد)

۷ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزون سے پناہ مانگا کرتے تھے بخل سے اور نامردی سے اور دل کے فساد سے اور قبر کے عذاب سے اور بدکاری سے (مسند احمد)

(۸) عن عبد اللّٰہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اتاہ قوم بصدقتہم قال اللّٰہم صل علیہم فاتاہ ابی ابو اوفی بصدقتہ فقال اللّٰہم صل علی ابی اوفی (مسلم)

(۸) عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم حضور مین جب کچھ لوگ اپنا صدقہ لاتے تو آپ فرماتے کہ ای اللہ انپر اپنی رحمت نازل کر پس میرے باپ ابو اوفی اپنا صدقہ آپ کے پاس لائے تو آپنے فرمایا کہ ای اللہ ابو اوفی پر رحمت نازل کر (مسلم)

(۹) عن ام سلمة قالت کنت البس اوضاحا فقلت یا رسول اللّٰہ اکنز ھو فقال ما بلغ ان تؤدی زکوتہ فزکی فلیس بکنز (ابو داؤد)

(۹) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی انھون نے کہا کہ مین کنگن پہنتی تھی تو مین نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ بھی کنز[1] ہی تو آپنے فرمایا جو مال اس حد کو پہونچے کہ اُسکی زکوۃ دینا چاہیے پھر اُس کی زکوۃ دیدیجاے تو وہ کنز نہین ہی۔

[1] یعنے آیہ الذین یکنزون مین جو سزا مال کے جمع کرنے کی ارشاد ہوئی ہی یہ بھی اُسمین داخل ہی یا نہین ۱۲

(۱۰) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یبسط اللہ علیہ فی رزقہ وینساء فی اثرہ فلیصل رحمہ (ابوداود)

(۱۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو اس بات کی خوشی ہو کہ اللہ اُسپر اُسکے رزق مین کشادگی کرے اور اُسکی عمر زیادہ کرے تو اُسکو چاہیے کہ صلۂ رحم کرے (ابوداود)[له]

(۱۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایاکم والشح فانما ھلک من کان قبلکم بالشح امرہم بالبخل فبخلوا وامرہم بالقطیعۃ فقطعوا وامرہم بالفجور ففجروا (ابوداود)

(۱۱) عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی اُنھون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ تم لوگ حرص سے بچو اسلیے کہ اگلے لوگ حرص ہی سے برباد ہو سے تھے حرص نے اُنکو بخل سکھایا اور وہ بخیل ہوگئے اور اسی نے اُنکو قطع رحم سکھایا اور اُنھون نے قطع کردیا اور اسی نے اُنکو بدکاری سکھائی اور وہ بدکار ہوگئے (ابوداود)

(۱۲) عن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایشبع الرجل دون جارہ (مسند احمد)

(۱۲) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی اُنھون نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سُنا کہ کوئی شخص بغیر اپنے پڑوسی کے اپنا پیٹ نہ بھرے (مسند احمد)

(۱۳) قال عمر امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تصدق فوافق ذلک مالا عندی فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ

(۱۳) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ ہم صدقہ دین اور اتفاق سے اُسوقت میرے پاس کچھ مال تھا تو مین نے (اپنے دلمین) کہا کہ اگر کسی دن مین ابوبکر پر سبقت لیجاؤنگا تو آج ضرور لیجاؤنگا پس مین اپنا آدھا مال لے آیا آنحضرت صلی اللہ

[له] اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور اسپر عمل کرو دیکھو کہ تمھاری رزق مین کشادگی ہوتی ہی کہ نہین ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لاھلک قلت مثلہ فاتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت لاھلک قال ابقیت لھم اللہ و رسولہ فقلت لا اسابقک الی شیء ابدًا (الدارمی)

علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تمنے اپنے گھر والون کیلیے کسقدر چھوڑ دیا مین نے کہا کہ اسیقدر پھر ابوبکر اپنا کل مال لے آئے تو آپنے فرمایا کہ ای ابوبکر تمنے اپنے گھر والون کے لیے کیا چھوڑا تو وہ بولے کہ اللہ اور اُسکے رسول کو[ف] تو مین نے دانسے کہا کہ مین کسی نیکی مین تمسے آگے کبھی نہ جاسکونگا (دارمی)

(۱۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی المسلم فی فرسہ وغلامہ صدقۃ (البخاری)

(۱۴) فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مسلمان پر اُسکے دسواری کے) گھوڑے اور (اُس کی خدمت کے) غلامون پر زکوۃ فرض نہین (بخاری)

(۱۵) بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر علی الصدقۃ فقیل منع ابن جمیل وخالد ابن الولید والعباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماینقم ابن جمیل الا انہ کان

(۱۵) رسول اللہ[ف۲] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو صدقہ (کی تحصیل کرنے) پر مقرر کیا تو کہا گیا کہ ابن جمیل نے اور خالد بن ولید نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس نے نہین دیا تو آپنے فرمایا کہ ابن جمیل اسی بات کا بدلہ دیتا ہی کہ وہ فقیر تھا اور اللہ نے اُسکو مالدار کردیا اور رہگئے خالد تو تم اُنپر ظلم کرتے ہو بیشک اُنھون نے

ف معلوم ہوا کہ اگر کسی مین توکل کے صفت درجۂ علیا تک پہونچ گئی ہی تو اُسکو اپنا کل مال خیرات کردینا جائز ہو جیساکہ امیرالمؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ہا ف۲ اس حدیث سے دو باتین معلوم ہوئین ایک تو یہ کہ دینی خدمت کے آلات و اسباب پر زکوۃ فرض نہین گو وہ کتنے ہی قیمتی ہون۔ جیسے حضرت خالد پر اُنکے سلاح جنگ مین زکوۃ فرض نہوئی کیونکہ وہ اُنسے دین کا کام لیتے تھے اسی قیاس پر علماء کے حق مین دینی کتابون کو بھی سمجھ لو۔ دوسری بات یہ کہ اگر ایک عزیز اپنے دوسرے عزیز کی طرف سے زکوۃ دیدے تو وہ جائز ہو لینے اوس کے ذمہ سے اُتر جائے گی۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم مکرم کی طرف سے ادا کردی ہ

فقیرا فاغناہ اللہ واما خالد فانکم تظلمون خالدًا قد احتبس ادراعہ واعتادہ فی سبیل اللہ والعباس فہی علی ومثلہا معہا ثم قال یا عمر اما شعرت ان عم الرجل صنو ابیہ (مسلم)

اپنی زرہ اور اپنے آلات حرب اللہ کی راہ مین وقف کر رکھے ہین (یعنی اُنسے سوا جہاد کے کچھ کام نہین لیتے) اور رہگئے عباسؓ تو اُنکی زکوۃ میرے ذمہ ہی بلکہ اُس سے دوچند۔ پھر فرمایا کہ اے عمر کیا تم نہین جانتے کہ آدمی کا چچا اُسکے باپ کی مثل ہوتا ہی (مسلم)

(۱۶) امرأۃ من اہل الیمن اتت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبنت لہا وفی ید ابنتہا مسکتان غلیظتان من ذہب فقال اتودیان زکوۃ ہذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ عز وجل بہما یوم القیامۃ سوارین من نار قال فخلعتہا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالت ہما للہ ولرسولہ صلے اللہ علیہ وسلم (نسائی)

(۱۶) ایک عورت یمن کی مع اپنی بیٹی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اُسکی بیٹی کے ہاتھ مین سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے تو آپ نے پوچھا کہ تم اسکی زکوۃ دیتی ہو وہ بولی کہ نہین آپنے فرمایا کہ کیا تمکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ اُسکے عوض مین تمکو قیامت کے دن آگ کے دو کنگن ۔۔ اُسنے تو اُسنے اُن دونون کو اُتار کر آپکی خدمت مین پیش کر دیا کہ یہ اللہ ورسول (کی خوشنودی) کے لیے (زکوۃ مین) پیش کیے جاتے (نسائی)

(۱۷) عن سمرۃ بن جندب قال اما بعد فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع (ابو داود)

(۱۷) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا کہ بعد حمد ونعت کے معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم دیا کرتے کہ ہم تجارتی[1] مال کی زکوۃ ادا کیا کرین (ابو داود)

(۱۸) عن عبد اللہ بن ابی بکر عن ابیہ

(۱۸) عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ

[1] معلوم ہوا کہ ہر تجارتی مال پر زکوۃ ہو۔ یعنی بعد نصاب کامل ہو جانے کے اور تجارتی مال کی زکوۃ اُسکی قیمت کے حساب سے ہوتی ہو یعنے چالیسوان حصہ بعد نصاب کے پورا ہو جانے کے ۱۲

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
استعمل رجلا من بني عبد الاشهل
على الصدقة فلما قدم ساله ابلا من
الصدقة فغضب رسول الله صلى
الله عليه وسلم حتى عرف الغضب
في وجهه وكان مما يعرف به الغضب
في وجهه ان تحمر عيناه ثم قال ان الرجل
ليسألني ما لا يصلح لي ولا له فان
منعته كرهت المنع وان اعطيته
اعطيته ما لا يصلح لي ولا له فقال
الرجل يا رسول الله لا اسالك منها
شيئا ابدا (موطا امام مالك)

(۱۹) عن طاؤس اليماني ان معاذ بن جبل
الانصاري اخذ من ثلثين بقرة تبيعا
ومن اربعين بقرة مسنة واتي بما دون
ذلك فابى ان ياخذ منه شيئا وقال
لم اسمع من رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيه شيئا حتى القاه
فاسأله فتوفي رسول الله صلى الله
عليه وسلم قبل ان يقدم معاذ بن

وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عبد الاشہل کی اولاد سے ایک شخص کو
صدقہ پر مامور فرمایا پس وہ (مال) تحصیل کرکے آئے تو انھون
نے آپ سے صدقہ کا ایک اونٹ مانگا تو آپ غضبناک
ہوگئے یہانتک کہ آپکے چہرہ مبارک مین غضب (کا اثر)
معلوم ہوا اور غضب کا اثر آپکے چہرۂ مبارک مین یہ ہوتا تھا
کہ آپکی آنکھین سرخ ہوجاتی تھین پھر آپنے یہ فرمایا کہ بیشک
ایک شخص مجھسے ایسی چیز مانگتا ہے کہ نہ مجھکو (اسکا دینا)
جائز ہے اور نہ اسکو (لینا) پھر اگر مین ندون تو نہ دینے
کو برا جانتا ہون اور اگر دیدون تو مین نے اسکو وہ چیز
دی کہ نہ (اسکا دینا) جائز ہے میرے لیے اور نہ (لینا)
جائز ہے اسکے لیے پس اس آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ
اب مین کبھی آپ سے صدقہ کی کوئی چیز نہ مانگا کرونگا
(موطا امام مالک)

(۱۹) طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رض نے تیس گائے
کی زکوۃ مین ایک سال کی گائے لیلی اور چالیس گائے کی
زکوۃ مین ایک دو برس کی گائے اور اس سے کم گائین جو
انکے پاس لائی گئین تو انھون نے انکی زکوۃ لینے سے انکار
کردیا اور کہا کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ مین کچھ
نہین سنا یہانتک کہ مین آپسے ملون اور پوچھون مگر معاذ کے

جبل (موطا امام مالک)

(۲۰) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس فیما دون خمسة اوسق من التمر صدقة ولیس فیما دون خمس اواق من الورق صدقة ولیس فیما دون خمس ذود من الابل صدقة (مالک)

(۲۱) عن ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الرکاز الخمس (موطا مالک)

(۲۲) عن سوید بن غفلة اتانی مصدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ فجلست فسمعتہ یقول ان فی عھدی ان لا ناخذ راضع لبن ولا نجمع بین متفرق ولا نفرق بین مجتمع فاتاہ رجل بناقة کوماء فقال خذھا فابی (نسائی)

آنیسے پہلے آنحضرت علیہ السلام کی وفات ہوگئی (موطا)

(۲۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق چھوہارون مین زکوۃ (فرض) نہین ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی مین زکوۃ (فرض) ہے اور نہ پانچ عدد سے کم اونٹ مین زکوۃ (فرض) ہے۔

(۲۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہی) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکاز مین پانچوان حصہ (بیت المال کا) ہے (موطا)

(۲۲) سوید بن غفلہ سے (روایت ہی) اُنھون نے کہا کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصدق آیا تو مین اُس سے ملا اور بیٹھ گیا تو مین نے اُسکو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میرے حکم نامہ مین یہ ہے کہ ہم نہ کوئی دودھ دار جانور لین اور نہ متفرق (اشیا) کے درمیان مین جمع کرین اور نہ مجتمع (اشیا) کے درمیان مین تفریق کرین پھر ایک شخص عیب دار اونٹنی لے آیا اور کہا اسکو لو تو اُنھون نے منظور نہ کیا (نسائی)

لہ معلوم ہوا کہ زکوۃ کے تحصیل کرنیوالے کو بے رضامندی مالک کے عمدہ جانور لے لینا جائز نہین اسیطرح خراب جانور کا بھی ۱۲

(۲۳) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قا عفوت عن الخیل والرقیق فادوا زکوتکم من کل مائتین خمسۃ (نسائی)

(۲۳) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے گھوڑے[1] سے اور غلام سے زکوۃ معاف کردی لیس تم اپنی زکوۃ ہر دو سو درم سے پانچ درم نکالو (نسائی)

(۲۴) قال رسول اللہ صلعم لزینب امرأۃ ابن مسعود زوجک وولدک احق من تصدقت به علیہم (البخاری)

(۲۴) فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مسعود کی بی بی زینب سے کہ تمھارے شوہر اور تمھارا بیٹا جو صدقہ تم دوگی اسکے زیادہ حقدار[2] ہین (بخاری)

(۲۵) عن ابی ہریرۃ قال اخذ الحسن ابن علی تمرۃ من تمر الصدقۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ لیطرحها ثم قال اما شعرت انا لا ناکل الصدقۃ (البخاری)

(۲۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کے چھوہارونمین سے ایک چھوہارہ لے لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ تاکہ وہ اسے ڈالدین پھر آپنے فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ ہم لوگ صدقہ نہین کھاتے[3] (بخاری)

(۲۶) عن ابی حمید الساعدی قال استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من الاسد علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن اللتبیۃ فلما جاء حاسبه (البخاری)

(۲۶) ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو (جو قبیلۂ بنی) اسد مین سے تھا بنی سلیم کے صدقات پر عامل بنایا اسکو ابن اللتبیہ کہتے تھے توجب وہ آیا تو آپنے اُس سے حساب[4] کیا (بخاری)

[1] مراد سواری کا گھوڑا ہی تجارت کی تو ہر چیز پر زکوۃ ہی ۱۲ [2] یہ نفلی صدقون کا حکم ہی زکوۃ مفروضہ کا نہین کیونکہ اُسکا اپنے شوہر یا اپنی اولاد کو دینا جائز نہین ۱۲ [3] معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کو صدقہ لینا جائز نہین مگر بعض متاخرین نے بسبب ضرورت کے اس زمانے مین جائز لکھا ہی واللہ اعلم ۱۲ [4] معلوم ہوا کہ اگر کسی دینی خدمت پر کوئی شخص مقرر کیا جاے اُسکی کارگذاری وغیرہ کا جانچنا بھی ضرور ہے ۱۲

(٢٧) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ (البخاری)

(٢٧) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا اُس پیداوار مین جسے آسمان (کا پانی) یا چشمے سینچین یا از خود پیدا ہو عشر (فرض) ہے اور جو (زمین) ڈول سے سینچی جائے اُسمین نصف عشر (بخاری)

(٢٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ (البخاری)

(٢٨) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر چھوہارون سے ایک صاع مقرر فرمایا ہے اور جو سے بھی ایک صاع غلام پر اور آزاد پر مرد پر اور عورت پر چھوٹے پر اور بڑے پر غرض سب مسلمانون پر اور آپنے قبل اسکے کہ لوگ نماز (عید) کے لیے جائین اُسکے ادا کیے جانے کا حکم دیا ہے[سلہ]۔ (بخاری)

(٢٩) عن عمر رضی اللہ عنہ قال كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يعطيني العطاء فاقول اعطه من هو افقر اليه مني فقال خذه اذا جاءك من هذا المال شيء وانت غير مشرف ولا سائل فخذه ومالا فلا تتبعه نفسك (البخاری)

(٢٩) عمر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہے) اُنھون نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کچھ انعام دیتے تھے تو مین کہتا تھا کہ یہ اُسکو دیجیے جو مجھسے زیادہ اسکا حاجتمند ہو تو آپنے فرمایا کہ جب اس (دنیا کے) مال مین سے کچھ بغیر طمع کے ملجائے تو اُسکو لے لیا کرو ورنہ اُسکے پیچھے اپنا خیال نہ دوڑاو[عہ] (بخاری)

(٣٠) عن ابن مسعود البدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

(٣٠) ابو مسعود بدری رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان[سے] اپنی بی بی پر

سلہ یہ حکم بطور استحباب کے ہے ۱۲ عہ معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی دینی خدمت پر بھیجا جائے اور اُسکے معاوضہ مین اُسکو کچھ دیا جائے اور اُسنے لینے کی غرض سے اُس کام کو نہ کیا ہو بلکہ محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا ہو تو اُس کا لے لینا اُسکے حق مین بلا کراہت جائز ہے ۱۲ سے اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہوگی کہ ثواب کی غرض سے اپنے بی بی بچون پر جو کچھ خرچ کرو وہ بھی عبادت ہے ۱۲

ان المسلم اذا انفق علی اھلہ نفقۃ
وھو یحتسبہا کانت لہ صدقۃ (مسلم)
(۳۱) عن عائشۃ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اتی بلحم بقر
فقیل ھذا ما تصدق بہ علی
بریرۃ فقال لہا صدقۃ ولنا
ھدیۃ (مسلم)
(۳۲) عن جابر انہ قال اعتق رجل
من بنی عذرۃ عبدا لہ عن دبر فبلغ ذلک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
الک مال غیرہ فقال لا فقال من یشتریہ
منی فاشتراہ نعیم بن عبد اللہ
العدوی بثمانمائۃ درھم فجاء
بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فدفعہا الیہ ثم قال ابدأ بنفسک
فتصدق علیہا فان فضل شئ فلا
ھلک فان فضل شئ عن اھلک
فلذی قرابتک فان فضل

بھی بغرض ثواب کے کچھ خرچ کرتا ہی تو وہ بھی اُسکے لیے
صدقہ ہے (مسلم)
(۳۱) عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہی) کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (ایک مرتبہ) گائے کا
گوشت پیش کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ مین
ملا ہی تو آپ نے فرمایا کہ یہ اُنکے حق مین صدقہ (کا حکم رکھتا)
ہی اور ہمارے لیے ہدیہ ہی[1] (مسلم)
(۳۲) جابر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہی) کہ قبیلہ بنی عذرہ
کے ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خبر پہونچی آپ نے پوچھا کہ تمھارے پاس اسکے سوا
اور مال بھی ہی اُنھون نے کہا نہین تو آپنے فرمایا کہ اس
غلام کو مجھسے کون مول لیتا ہی تو اُسکو نعیم بن عبد اللہ
عدوی نے آٹھ سو درم پر مول لے لیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس وہ درم لایا تو آپنے وہ درم اُس شخص
کو دیے پھر فرمایا کہ پہلے اپنی ذات سے ابتدا کرو اور
اُسکو صدقہ دو پھر اگر بچ جائے تو اپنے گھر والون کو
دو پھر اگر تمھارے گھر والون سے کچھ بچ جائے
تو وہ تمھارے قرابت دارون کے لیے ہی پھر اگر

[1] معلوم ہوا کہ صدقہ کا مال اگر فقیر نے کسی کو ہدیہ دے تو وہ صدقہ نہین رہتا پس بنی ہاشم کے دینے کی بہت اچھی صورت نکل آئی کہ زکوۃ کا مال کسی فقیر کو دیدیا جائے اور بعد دے چکنے کے اُس سے کہا جائے کہ اگر تمہارا دل چاہے تو اسمین سے کچھ فلان سید کو بھی دیدو ۱۲
[2] معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال کو حاجتمند چھوڑ کر غیر پر احسان کرنا درست نہین ۱۲

عن ذی قرابتك شیٔ فهکذا وهکذا
یقول فبین یدیك وعن یمینك
وعن شمالك (مسلم)

تمھارے قرابت دارون سے کچھ بڑھے تو اسطرح اور
اس طرح یعنی اپنے سامنے اور داہنے اور بائین سے
(خرچ کرو) (رواہ مسلم)

(٣٣) عن ثوبان قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم من یضمن لی واحدة
وله الجنة قال یحیی ههنا کلمة معناها
ان لا یسأل الناس شیئا (نسائی)

(٣٣) ثوبان سے (روایت ہی) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کون ہی کہ مجھسے ایک بات کا اقرار کرے اور اُسکو
جنت ملجائے یحیی نے کہا کہ اس جگہہ پر کوئی ایسا لفظ تھا
جسکے معنی یہ تھے کہ لوگون سے کچھ سوال نکرے (نسائی)

(٣٤) مالك انه بلغه ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال لا تحل
الصدقة لآل محمد انما هی اوساخ
الناس (موطا)

(٣٤) امام مالک کہتے ہین کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ آل محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے جائز نہین ہی سوا اسکے نہین کہ
صدقہ لوگون کا میل ہی (موطا امام مالک)

(٣٥) عن عطاء بن یسار ان
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة لغاز
فی سبیل الله او لعامل علیها او
لغارم او لرجل اشتراه بماله او
لرجل له جار مسکین فتصدق علی
المسکین فاهدی المسکین للغنی
(موطا امام مالك)

(٣٥) عطاء بن یسار سے (روایت) ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ غنی کے لیے حلال
نہین سوا پانچ کے (١) اسکی راہ مین جہاد کرنیوالے
کے لیے (٢) یا صدقہ پر کام کرنے والے کے لیے (٣) یا
قرضدار کیلیے (٤) یا اُس شخص کے لیے جو اُسکو اپنے
مال سے مول لے (٥) یا اُس شخص کے لیے جسکا پڑوسی
مسکین ہو پھر اُس مسکین کو صدقہ ملے اور وہ مسکین
اس غنی کو بطور ہدیہ کے دے (موطا)

(٣٦) عن ابی هریرة ان

(٣٦) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (روایت ہی) کہ آنحضرت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لان یاخذ احدکم حبلہ فیحتطب علی ظہرہ خیر من ان یاتی رجلا اعطاہ اللہ من فضلہ فیسالہ اعطاہ او منعہ (مالک)

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ بیشک تم مین کسی کا اپنی رسی لیکر اور اپنی پیٹھ پر لکڑی لادنا (اور اُسکو بیچ کر کھانا) اس سے بہتر ہے کہ کسی آدمی کے پاس جائے جسکو اللہ نے اپنے فضل سے (مال) دیا ہو پھر اُس سے سوال کرے وہ دے اسکو یا نہ دے (موطا امام مالک)

(۳۷) عن ام سلمۃ قالت قلت یا رسول اللہ الی اجر ان انفق علی بنی ابی سلمۃ انما ہم بنیّ فقال انفقی علیہم فلکِ اجر ما انفقتِ علیہم (البخاری)

(۳۷) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے کچھ ثواب ہوگا اگر مین ابو سلمہ اپنے پہلے شوہر کی اولاد پر خرچ کرون وہ تو میرے ہی بیٹے ہین آپنے فرمایا تم اُنپر جو کچھ خرچ کروگی اُسکا ثواب تمکو ملیگا (بخاری)

(۳۸) مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن الخطاب یقول حملت علی فرس عتیق فی سبیل اللہ وکان الرجل ھو الذی عندہ قد اضاعہ فاردت ان اشتریہ منہ وظننت انہ بایعہ برخص قال فسألت عن ذلک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

(۳۸) امام مالک زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ مین نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوے سنا کہ مین نے (ایک مرتبہ) راہ خدا مین ایک اصیل گھوڑا ایک شخص کو سواری کے لیے دیدیا اور جس شخص کے پاس وہ رہا اُسنے اُسکو قریب المرگ کردیا تو مین نے چاہا کہ مین اُسکو اُس سے مول لیلون اور مین نے یہ سمجھا کہ وہ کچھ ارزانی سے اُسکو بیچڈالے گا تو اُسکی بابت مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا کہ اُسے تم نہ مول لو[1]

[1] معلوم ہوا کہ صدقہ دیکر بقیمت واپس لینا بھی مکروہ ہے۔ چہ جائیکہ بلا قیمت واپس لینا یہین سے سمجھ لو (بقیہ آئندہ)

فقال لا تشتره وان اعطاكه بدرهم واحد
فان العائد فى صدقته كالكلب يعود فى قيئه

(۳۹) عن ابى رافع ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم بعث رجلا من
بنى مخزوم على الصدقة فقال لابى رافع
اصحبنى كيما تصيب منها فقال لا حتى اتى
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاساله فانطلق الى النبى صلى الله
عليه وسلم فسأله فقال ان الصدقة
لا تحل لنا وان مولى القوم من انفسهم
(الترمذى)

(۴۰) عن ابن مسعود قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصابته
فاقة فانزلها بالناس لم تسد
فاقته ومن انزلها بالله اوشك
له الله بالغنى اما بموت عاجل
او غنى آجل (ابوداؤد)

اگرچہ وہ ایک ہی درم مین بیچ ڈالے۔ کیونکہ اپنے صدقے کا واپس لینے والا اس کتے کے ہی جو اپنی قے کھالے۔

(۳۹) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ تحصیل کرنے کے لیے بھیجا تو انھون نے ابورافع سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ کہ تمکو بھی اس سے کچھ ملجائے وہ بولے کہ نہین یہانتک کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہون اور آپسے پوچھلون پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپسے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ صدقہ ہمارے لیے حلال[۱] نہین ہی اور بیشک قوم کا غلام بھی اسی قوم کے حکم مین ہی۔

(۴۰) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی انھون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس کسیکو فاقہ (کی مصیبت) پہونچے اور وہ اسکو لوگون کے سامنے پیش کرے تو اسکی حاجت پوری نہ کیجائیگی[۲] اور جو کوئی اسکو اللہ کے سامنے پیش کرے تو عنقریب اللہ اسکو بے نیاز کردیگا یا بذریعہ موت کے جو جلد آجائے یا بذریعہ تونگری کے جو دیر مین حاصل ہو۔

ملہ معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے غلامون کو بھی صدقہ کا مال لینا جائز نہین۔ ابورافع آنحضرت صلعم کے غلام تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنی ہاشم یا بنی ہاشم کے غلامون کا عامل صدقہ بنانا جائز ہی ورنہ آنحضرت علیہ السلام ابورافع کو اس امر کی اجازت نہ دینے کا سبب یہ بھی بیان فرماتے کہ ہم لوگون کا عامل صدقہ بنایا بنانا ناجائز ہی ۱۲ ملہ یہ بات برابر تجربہ مین آرہی ہی کہ جو لوگ آدمیون سے سوال کیا کرتے ہین وہ ہمیشہ صاحب احتیاج رہتے ہین اور در بدر گدائی کرتے کرتے انکی عمر ختم ہو جاتی ہی ۱۲

چہل آثار امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) قال ابو هريرة لما توفى
رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان
ابوبكر وكفر من كفر من العرب وقال
عمر كيف تقاتل الناس وقد قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت
ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله
الا الله فمن قالها فقد عصم منى
ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله
فقال والله لاقاتلن من فرق بين
الصلوة والزكوة فان الزكوة حق
المال والله لو منعونى عقالا كانوا
يؤدونها الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم لقاتلتهم على منعها

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابو بکر (خلیفہ
ہوئے اور عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے (تو ابو بکر رضہ
نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا) اور عمر رضہ نے کہا تم
ان لوگون سے کسطرح لڑ سکتے ہو حالانکہ یقیناً آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مجھے اُسیوقت تک
لوگون سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہی جبتک وہ لا الہ الا اللہ
نہ کہین پس جو شخص اسے کہدیگا تو بیشک اُس نے
مجھسے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی مگر کسی حق
کے عوض مین ۔ اور اُسکا حساب اللہ پر ہی تو ابو بکر رضہ
نے کہا اللہ کی قسم مین ضرور ضرور اُس شخص سے لڑونگا
جسنے نماز اور زکوۃ مین فرق سمجھا اسلیے کہ زکوۃ حق
مال کا ہی اللہ کی قسم اگر وہ مجھے ایک تسمہ جو آنحضرت

۱؎ اس حدیث کو غور سے دیکھو زکوۃ کی تاکید کسقدر سختی کے ساتھ اس سے نکل رہی ہی حضرت ابو بکر صدیق رضہ کا زمانۂ خلافت جو کل تقریباً ڈھائی برس کا تھا بہت پُر آشوب زمانہ تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ سر رسالت چھپ چکا تھا اور یہ ایک سخت اور نیا واقعہ اس زمانہ مین پیش آیا تھا کہ بہت سے لوگ مرتد ہو گئے تھے خوف تھا کہ اگر سختی کیجائے تو اور بھی لوگ برگشتہ ہو جائینگے مگر حضرت ابو بکر رضہ زکوۃ کی سخت سخت تاکیدون کو دیکھکر نہ رہ سکے اور نیرنگی زمانہ کی کچھ بھی پروا نہ کی اور مرتدون کی سزا دہی کے لیے سخت جنگ کی اور اللہ نے اُنکو اس مین کامیاب فرمایا ۱۲

قال عمر فواللہ ما ھو الا ان
شرح اللہ صدر ابی بکر
فعرفت انہ الحق
(البخاری)

(۲) عن عمر بن الخطاب قال
ذکر لی ان الاعمال تباھی فتقول
الصدقۃ انا افضلکم و قال عمر
ما من امرء مسلم یتصدق الا
ابتدرتہ حجبۃ الجنۃ (کنز العمال)

(۳) عن عمر قال ما کان من
دقیق او بر یراد بہ التجارۃ
ففیہ الزکوۃ (کنز العمال)

(۴) کتب عمر الی ابی موسیٰ ان مر
من قبلک من نساء المسلمین ان
یتصدقن من حلیھن (کنز العمال)

(۵) مالک انہ قرأ کتاب عمر فی
الصدقۃ قال فوجدت فیہ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دیتے تھے نہ دینگے
تو یقینًا مین اُنسے لڑونگا۔ عمر رضی اللہ عنہ[۱] نے کہا کہ اللہ کی قسم
وہ یہی بات تھی کہ اللہ نے ابوبکر کے سینہ کو کھولدیا تھا
پس مین سمجھ گیا کہ یہ حق ہی (بخاری)

(۲) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اُنھون نے فرمایا
کہ مجھسے یہ بیان کیا گیا ہی کہ اعمال باہم فخر کرینگے
تو صدقہ کہیگا مین تم سب سے افضل ہون اور عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مسلمان صدقہ دیتا ہے
اُسکو جنت کے داروغہ ہاتھون ہاتھ لینگے (کنز العمال)

(۳) عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آٹا یا گیہون جو
کچھ بھی بغرض تجارت ہو تو اُس مین زکوۃ (فرض)
ہے (کنز العمال)

(۴) عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ تم اپنی طرف
کی مسلمان عورتون کو یہ حکم دو کہ وہ اپنے زیورون[۲]
کی زکوۃ دین (کنز العمال)

(۵) امام مالک کہتے ہین کہ مین نے عمر رضی اللہ عنہ
کے خط کو پڑھا تو اُسمین یہ مضمون پایا۔

ف۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کا برحق ہونا نہ صرف اُنکے کہنے سے سمجھا بلکہ خود اپنے اجتہاد سے
کیونکہ وہ خود بھی مجتہد تھے اور ایک مجتہد پر دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہی ۱۲ ف۲ زیورون مین کچھ تخصیص نہین ہی کہ وہ
استعمال مین آتے ہون یا نہین معلوم ہوا کہ ہر حال مین انپر زکوۃ فرض ہی۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رح کا ہی ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا كتاب الصدقة في اربع
وعشرين من الابل فدونها الغنم
في كل خمس شاة وفيما فوق ذلك
الى خمس وثلاثين بنت مخاض فان
لم يكن بنت مخاض فابن لبون ذكر
وفيما فوق ذلك الى خمس واربعين
ابنة لبون وفيما فوق ذلك الى
ستين حقة طروقة الفحل وفيما
فوق ذلك الى خمس وسبعين
جذعة وفيما فوق ذلك الى
تسعين بنتا لبون وفيما فوق ذلك
الى عشرين ومائة حقتان طروقة
الفحل فما زاد على ذلك من الابل
ففي كل اربعين بنت لبون وفي كل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ زکوٰۃ کی کتاب ہے۔[1] چوبیس[2] اونٹون مین اور ان سے
کم مین بکری (واجب) ہے۔ ہر پانچ (اونٹ) مین ایک
بکری اور اس سے زیادہ مین پینتیس[3] تک ایک بنت[4]
مخاض۔ پھر اگر بنت مخاض نہ ہو تو ایک نر ابن لبون[5]
اور اس سے زیادہ مین پینتالیس تک ایک مادہ بنت
لبون۔ اور اس سے زیادہ مین ساٹھ تک ایک حقہ جو
حاملہ ہونے کے قابل ہو۔ اور اس سے زیادہ مین پچھتر
تک ایک جذعہ اور اس سے زیادہ مین نوے تک دو بنت
لبون۔ اور اس سے زیادہ مین ایک سو بیس تک دو حقہ
جو حاملہ ہونے کے قابل ہون پھر جسقدر[6] اونٹ اس سے
زیادہ ہون تو ہر چالیس مین ایک بنت لبون اور ہر
پچاس مین ایک حقہ اور ساٹھ بکریون مین جب وہ
چالیس ہو جائین ایک سو بیس تک ایک بکری اور
اس سے زیادہ مین دو سو تک دو بکریان اور اس سے

[1] اس مقدس خط میں جانورونکی زکوٰۃ کے اکثر مسائل کہے گئے ہین اس خط کے بعض بعض الفاظ کے دو دو مطلب ہو سکتے ہین شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے مسوی شرح موطا مین اسکی شرح امام ابو حنیفہ اور امام شافعی دونون کے مذاہب کے موافق کی ہے مگر مین صرف حنفیہ کے موافق اسکی شرح کرتا ہون تاکہ بہت طول نہو ۱۲ [2] یعنی پچیس پر ایک بنت مخاض ہے پچیس کے بعد پینتیس پر کچھ نہین نتیجہ یہ کہ اگر کسی کے پاس پینتیس اونٹ ہون اور اس آخر سال مین مر جائین تو زکوٰۃ کم نہو گی کیونکہ وہ معافی مین تھے ۱۲ [3] بنت مخاض اس اونٹنی کو کہتے ہین جو دوسرے برس مین ہو اور بنت لبون تیسرے برس کی اونٹنی کو اور حقہ چوتھے برس کی اونٹنی کو (بقیہ بر ۸۴)

خمسین حقۃ و فی سائمۃ الغنم اذا بلغت اربعین الی عشرین ومائۃ شاۃ و فیما فوق ذلک الی مائتین شاتان و فیما فوق ذلک الی ثلث مائۃ ثلث شیاہ فما زاد علی ذلک ففی کل مائۃ شاۃ ولا یخرج فی الصدقۃ تیس ولا ھرمۃ ولا ذات عوار الا ما شاء المصدق ولا یجمع بین مفترق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ وما کان من خلیطین فانھما یتراجعان بالسویۃ وفی الرقۃ اذا بلغت خمس اواق ربع العشر۔

(موطا امام مالک)

(۶) وفی کتاب عمر بن الخطاب و فی سائمۃ الغنم اذا بلغت اربعین شاۃ شاۃ فان کان الضان اکثر من المعزولم تجب علی ربھا الا شاۃ واحدۃ اخذ المصدق تلک الشاۃ التی وجبت علی رب المال من الضان ان کانت

زیادہ مین تین سو تک تین بکریان پھر جو اس سے زیادہ ہون تو ہر سو بکریون مین ایک بکری اور زکوۃ مین نر بکرا نہ دیا جائے اور نہ کوئی بڈھی بکری اور نہ کوئی عیب دار سوا اسکے جو مصدق چاہے۔ اور زکوۃ کے خوف سے کسی متفرق مال مین جمع نہ کیا جائے اور نہ کسی مجتمع مال کی تفریق کی جائے اور جو مال دو شخصون کی شرکت مین ہو تو وہ دونون برابر باہم سمجھ لین۔ اور چاندی مین جب وہ پانچ اوقیہ ہو جائے چالیسوان حصہ (زکوۃ) ہے۔

(۶) عمر رضی اللہ عنہ کے خط مین یہ مضمون تھا کہ سائمہ بکریون مین جب وہ چالیس ہو جائین ایک بکری ہی پھر اگر بھیڑ بکری کی بہ نسبت زیادہ ہون اور انکے مالک پر صرف ایک ہی بکری واجب ہوئی ہو تو مصدق اس بکری کے عوض مین جو واجب ہوئی بھیڑ لے لے[۱]۔ اور اگر بکری

(بقیہ صفحہ ۸۳) اور جذعہ پانچوین برس کی اونٹنی کو ۱۲ سکہ یہ ارشاد بلحاظ قیمت کے ہے۔ ابن لبون کی قیمت اس زمانہ مین بنت مخاض کے برابر ہوگی ۱۲ ھ جب ایک سو بیس سے اونٹ بڑھ جائین تو امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک ایک سو پینتالیس نہو جائین ہر پانچ مین ایک بکری لیجائیگی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔
غرضکہ بیان سے انکا عمل اس خط پر نہین بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط پر ہے اور اسی پر حضرت ابو بکر صدیق رضی نے عمل کیا اور حضرت فاروق اعظم سے بھی ایک روایت مین اسی پر عمل کرنا منقول ہے ۱۲ (شامی)
(متعلقہ صفحہ ہذا) [۱] معلوم ہوا کہ بھیڑ بکری سے ملا کر نصاب پورا کر لیا جائے گا اور زکوۃ مین وہی جانور لیا جائیگا جو تعداد مین زیادہ ہو ایک بار کی قید اتفاقی ہے اور یہ مسئلہ مفصل گذر چکا ہے ۱۲ عہ مصدق۔ صدقہ تحصیل کرنے والا۔ ۱۲

اكثر اخذ منها فان استوى الضان والمعز
اخذ من ايتهما شاء (موطا امام مالك)

(۷) ابوبكر عن طارق ان عمر بن الخطاب
كان يعطيهم العطاء ولا يزكيه

(۸) ابوبكر عن عبد الرحمن
بن عبد القاري وكان على بيت المال
في زمن عمر فكان اذا خرج العطاء
جمع عمر اموال التجار فيحسب عاجلها
واجلها ثم ياخذ الزكوة من الشاهد
والغائب

(۹) ابوبكر عن عبد الملك بن
ابي بكر ان عمر قال احسب
دينك وما عندك فاجمع ذلك
جميعا ثم زكه -

(۱۰) مالك والشافعي عن عائشة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت مر على

زیادہ ہوں تو بکری لے۔ پھر اگر بھیڑ اور بکری برابر ہوں
تو دونوں میں سے جسے چاہے لے (موطا امام مالک)

(۷) ابوبکر طارق سے (راوی ہیں) کہ عمر بن خطابؓ فقیروں کو
صدقے دیتے تھے اور صدقہ کی زکوۃ نہ دیتے تھے۔

(۸) ابوبکر عبد الرحمن بن عبد قاری سے (راوی ہیں)
اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المال پر
(مامور) تھے پس جس وقت صدقہ نکلتا تھا تو حضرت
عمرؓ تاجروں کے مالوں کو جمع کر لیتے تھے اور اُنکے
پرانے اور نئے مال کا حساب کر لیتے تھے پھر ہر حاضر
وغائب سے زکوۃ لیتے تھے۔

(۹) ابوبکر عبد الملک بن ابوبکر سے (راوی ہیں)
کہ عمرؓ نے (ایک شخص سے) کہا کہ تو اپنے قرض کا اور
اُس (مال) کا جو تیرے پاس ہے حساب کر اور سب کو جمع کر
پھر جو بڑھے اُسکی زکوۃ دے۔

(۱۰) مالک و شافعی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اُنھوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ

ف۱ اسکا مطلب یہ ہے کہ سال کے اندر جو مال ملا ہو اور ابھی اُس پر سال نہ گذرا ہو اُسکو علیحدہ اور جس پر سال گذر چکا ہو اُسکو علیحدہ رکھتے تھے پس اگر دونوں ہم جنس ہوتے اور دو دفعہ زکوۃ کا دینا لازم نہ آتا تو دونوں کو ملا دیتے ورنہ نہیں تفصیل اس مسئلہ کی زکوۃ کے بیان میں دیکھو ۱۲

ف۲ معلوم ہوا کہ جو مال قرض میں مستغرق ہو اُس پر زکوۃ فرض نہیں ۱۲

عمر بن الخطاب بغنم من الصدقة فرأى فيها شاة حافلا ذات ضرع عظيم فقال عمر بن الخطاب ما هذه الشاة فقالوا شاة من الصدقة فقال عمر ما اعطى هذه اهلها وهم طائعون لا تفتنوا الناس لا تاخذوا حزرات المسلمين نكبوا عن الطعام۔

(۱۱) الشافعي عن ابي عمرو بن حماس ان اباه قال مررت بعمر بن الخطاب وعلى عنقي أدمة احملها فقال عمر الا تؤدي زكوتك يا حماس فقلت يا امير المؤمنين مالي غير هذه التي على ظهري اهبة في القرظ قال ذاك مال فضع فوضعتها بين يديه فحبسها فوجدها قد وجبت فيها الزكوة فاخذ منها الزكوة۔

(۱۲) الشافعي روى عن عمر انه قال كانت النواضح على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفائه فلم اعلم

کے سامنے زکوۃ کی بکریاں گذریں تو اُنھوں نے اُنمیں سے ایک دودھار بڑے تھن والی بکری دیکھی تو پوچھا یہ بکری کیسی ہے لوگوں نے کہا کہ زکوۃ کی بکری ہے تو اُنھوں نے فرمایا کہ اسکو اسکے مالک نے خوشی[1] سے نہیں دیا (دیکھو) لوگوں کو تکلیف نہ دو مسلمانوں کا عمدہ مال (زکوۃ میں) نہ لو (انکے کھانے کی چیز سے احتراز کرو۔

(۱۱) شافعی ابو عمرو بن حماس سے کہ انکے باپ نے کہا میں ایکمرتبہ عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے گذرا اور میری گردن پر کچھ کھالیں تھیں جنکو میں لادے ہوئے تھا۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ اے حماس کیا تم اپنی زکوۃ نہیں دیتے میں نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے پاس سوا اسکے جو کہ میری پیٹھ پر ہے کچھ نہیں ہے یعنی چند کھالیں دباغت کے لیے ہیں اور اسکے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپنے فرمایا یہ بھی مال[2] ہے رکھدو میں نے اُنکے سامنے رکھدیا تو وہ اُسکو چھونے لگے۔ اور اُنھوں نے اُسمیں زکوۃ واجب پائی تو اُس سے زکوۃ لے لی۔

(۱۲) شافعی کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک پانی بھرنے والے اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں تھے۔ مگر

[1] معلوم ہوا کہ اگر خوشی سے دیتا تو درست تھا ۱۲ [2] وہ کھالیں اُنکی ذاتی ملک ہونگی اور اُنکی قیمت نصاب کے برابر ہوگی ۱۲

احدا روی ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم اخذ منها صدقة ولا احدا
من خلفائه ولا شك انشاء الله ان
قد کان للرجل الخمس و اکثر

(۱۴۳) مالك والشافعي عن
سلیمان بن یسار ان اهل الشام
قالوا لابی عبیدة بن الجراح
خذ من خیلنا صدقة فابی
ثم کتب الی ابن الخطاب
فابی عمر ثم کلموه ایضا فکتب الیه
ان احبوا فخذها منهم واردد ها
علیهم وارزق رقیقهم

(۱۴۴) الشافعي عن ابن شهاب ان
ابابکر و عمر لم یکونا یاخذان الصدقة
بنسیئة ولکن یبعثان علیها فی الجدب
والخصب والسمن والعجف لان اخذها
فی کل عام من رسول الله صلی
الله علیه وسلم سنة -

مین نہین جانتا کہ کسی نے روایت کی ہو کہ آپنے اُن سے
زکوٰۃ لی[1] ہو اور نہ آپ کے خلفا مین کسی نے اور خدانے
چاہا تو اسمین شک نہین کہ ایک ایک آدمی کے پاس
پانچ اونٹ اور (بلکہ) اس سے بھی زیادہ تھے -

(۱۴۳) مالک اور شافعی سلیمان بن یسار سے (روایت
کرتے ہین) کہ شام کے لوگون نے ابو عبیدہ بن جراح
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے گھوڑون کی بھی زکوٰۃ
لیا کرو تو اُنھون نے نہ مانا۔ پھر اُنھون نے عمر رضی اللہ
عنہ کو لکھا اُنھون نے بھی نہ مانا[2] پھر لوگون نے اُنسے
کہا بھی تو اُنھون نے اُنکو لکھ بھیجا کہ اگر وہ چاہین
تو اُسکو اُنسے لو اور پھر اُنھین پر واپس کردو
اور اُنکے غلامون کو کھلا دو -

(۱۴۴) شافعی ابن شہاب سے (روایت کرتے ہین)
کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما زکوٰۃ اُدھار پر نہ لیتے
تھے ولیکن گرانی اور ارزانی اور فربہی اور لاغری
(غرض ہر حال مین) اسکی تحصیل کراتے تھے کیونکہ
زکوٰۃ کا ہر سال لینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی سنت ہے -

[1] یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے ۱۲ (عالمگیری) [2] گھوڑون پر زکوٰۃ نہونے کی بحث اوپر گذر چکی ہے اور یہ کہ تجارتی گھوڑے ہون تو اُنپر بھی تجارتی مال کی زکوٰۃ فرض ہے یہان مراد سواری کے گھوڑے ہین ۱۲

(۱۵) ابوبکر عن الحسن كتب عمر الى ابي موسى فما زاد على المائتين ففي كل اربعين درهما درهم قلت معناه عند ابي حنيفة لا يؤخذ في اقل من الاربعين اذا زاد على مائتين وعند الشافعي هذا بيان الكسر ببيان مخرجه

(۱۶) مالك والشافعي عن سفيان ابن عبد الله الثقفي ان عمر بن الخطاب بعثه مصدقا فكان يعد على الناس بالسخل فقالوا اتعد علينا بالسخل ولا تاخذ منه شيئا فلما قدم على عمر بن الخطاب ذكر ذلك له فقال عمر نعد عليهم بالسخلة يحملها الراعي ولا ناخذها ولا ناخذ الاكولة

(۱۵) ابوبکر حسن بصری سے (راوی ہین) کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کو یہ لکھ بھیجا کہ جسقدر (چاندی) دوسو درم سے زیادہ ہو تو ہر چالیس درم مین ایک درم زکوۃ ہی۔ مین[۱] کہتا ہون کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اسکے یہ معنی ہین کہ دوسو سے زیادہ ہو تو چالیس سے کم مین زکوۃ نہ لیجاویگی اور امام شافعی رح کے نزدیک کسر کا بیان ہی بذریعہ اسکے مخرج کے۔

(۱۶) مالک اور شافعی سفیان بن عبداللہ ثقفی سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُنکو صدقہ تحصیل کرنے پر مقرر کیا تو وہ بکریون کے بچون[۲] کو بھی شمار کر لیتے تھے تو لوگون نے کہا کہ تم ہمارے بچون کو بھی شمار کر لیتے ہو اور اُنمین سے کسیکو لیتے نہین۔ تو جب وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوے تو اسکا ذکر اُنسے کیا اُنھون نے فرمایا کہ ہم انکے اُس بچے کو بھی شمار کرینگے جسکو چرواہا[۳] اُٹھاتا ہی اور اُسکو لینگے نہین۔ اور نہ کھانیکی

۱؎ یہ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہی امام شافعی رح کے مذہب پر جو اُنھون نے اس اثر کو منطبق کیا ہی خالی از تکلف نہین ہی کما لا یخفی ۱۲ ۲؎ امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہی کہ اگر سب بچے ہی بچے ہون اور ایک بھی اُنمین بڑا جانور موجود ہو تو اُسکی تبعیت مین بچے بھی شمار کر لیے جائینگے اور زکوۃ لے لیجائیگی ۱۲ ۳؎ یعنی اسقدر چھوٹے بچون کا بھی شمار کر لیجائیگا جو خود اپنے پیرون سے چراگاہ نہین جاسکتے۔ مقصود حضرت فاروق اعظم کا اس تمام بیان سے یہ ہی کہ ہم انصاف پر چلتے ہین جیسا کہ بچون کو شمار کر لینے مین تمپر زیادتی ہی۔ ویسا ہی حاملہ اور کھانے کی بکری نہ لینے مین تمھارے ساتھ رعایت بھی ہے ۱۲

ولا الربى ولا الماخض ولا فحل الغنم
ونأخذ الجذعة والثنية وذلك عدل
بين غذاء الغنم وخياره -

(۱۷) ابوبکر قال عمر اذا وقف
الرجل عليكم غنمه فاصدعوها
صدعين ثم اختاروا من النصف
الآخر -

(۱۸) ابوبکر عن مجاهد عن عمر
ليس في الخضراوات زكوة -

(۱۹) البيهقي عن عمرو بن شعيب
عن ابيه عن جده ان رجلا جاء
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
بعشور نحل له وسأله ان يحمي واديا
يقال له سلبة فحماه له فلما ولى
عمر كتب سفيان بن وهب الى
عمر بن الخطاب يسأله عن ذلك
فكتب عمر ان ادى اليك ما كان يؤدي
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
من عشور نحله فاحم له سلبة والا فانما

بکری لینگے اور نہ حاملہ اور نہ بکریوں کا نر اور نہ ایک
سال کی بکری اور دو سال کی لینگے اور یہ متوسط
ہی بڑی اچھی بکریوں میں -

(۱۷) ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ عمر رضی اللہ
عنہ نے (صدقہ تحصیل کرنیوالوں سے) فرمایا کہ جب کوئی اپنی
بکریاں تمہارے حوالے کرے تو اُنکے دو حصے ۵ کر دو
پھر دوسرے حصہ میں سے (زکوۃ کی بکری) نکال لو -

(۱۸) ابوبکر مجاہد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ سبزیوں میں زکوۃ (فرض) نہیں ہی -

(۱۹) بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے
باپ سے (روایت کرتے ہیں) کہ ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنے شہد کا عشر لایا اور
اُسنے آپ سے درخواست کی کہ سلبہ نام جنگل کی آپ حفاظت
کردیں تو آپ نے حفاظت کردی پھر جب عمر رضی اللہ عنہ
خلیفہ ہوے تو سفیان بن وہب نے عمر رضی اللہ عنہ سے
اُسکے بارے میں پوچھا تو انھوں نے لکھدیا کہ اگر
وہ جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیتا تھا یعنے
شہد کا عشر وہ تمکو دے تو تم اُسکے لیے سلبہ کی حفاظت
کرو ورنہ (مکھی سے پیدا ہوئی چیز تو آسمانی بارش

عہ ۵ دو حصہ سے مراد یہ ہی کہ اچھی اور بُری کے درمیان میں ہو نہ بہت عمدہ نہ بہت بُری ۱۲

هو ذباب غيث يأكله من شاء

(۲۰) ابو بكر عن زياد بن حدير بعثني عمر على العشور وامرني ان لا افتش احدًا

(۲۱) ابو بكر عن زياد بن حدير بعثني عمر على السواد ونهاني ان اعشر مسلما

(۲۲) ابو بكر عن عبد الرحمن بن البيلماني قال ابو بكر الصديق مما يوصي به عمر من ادى الزكوة الى غيرو لاتها لم يقبل منه صدقة ولو تصدق بالدنيا جميعًا۔

(۲۳) قال الشافعي سمعت بعض من لا يقول بنصاب خمسة اوسق يقول قد قام بالامر بعد النبي صلى الله

(کے مثل) ہی جو چاہے اُسکو کھائے[۵۱]۔

(۲۰) ابو بکر زیاد بن حدیر سے (روایت کرتے ہین) کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے عشر (کے تحصیل کرنے) پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ مین کسی کے (مال کی) تلاشی نہ لون[۵۲]۔

(۲۱) ابو بکر بن حدیر سے (راوی ہین) کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ناکہ پر متعین کیا اور مجھے منع کر دیا کہ مین کسی مسلمان سے عشر (نہ) لون۔

(۲۲) ابو بکر عبد الرحمن بن بلیمانی سے (راوی ہین) کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمرؓ کو اس بات کی بھی وصیت کیجاتی ہی کہ جو شخص عاملین زکوۃ کے سوا کسی کو زکوۃ دے تو (اُس سے کہدین کہ) اُسکا صدقہ (اللہ کے ہان) قبول نہوگا[۵۳] اگرچہ تمام دنیا صدقہ کر دے۔

(۲۳) امام شافعی نے کہا ہی کہ مین نے بعض اُن لوگون سے جو (عشر مین) پانچ وستوں کے نصاب ہونیکے قائل نہین ہین[۵۴] سنا کہ وہ کہتے ہین بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

[۵۱] معلوم ہوا کہ عشر تجارتی مالون پر اُسی وقت آتا ہی جب امام وقت کی طرف سے اُسکی حفاظت ہو ۱۲ [۵۲] یعنی مسلمان کے مال کی بابت جیسا کہ آیندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان کی بات کا اعتبار کر لیا کرو ۱۲ [۵۳] اس سے مراد یہ ہی کہ اگر امام برحق یعنی حاکم مسلم عادل کے ہوتے کسی اور کو اگر زکوۃ کا مال دیا جائے تو وہ قبول نہوگا اُسکو پھر زکوۃ دینی چاہیے یہ مسئلہ بھی اوپر بیان ہو چکا ہی ۱۲ [۵۴] اس سے مراد امام ابو حنیفہؒ ہین انکے نزدیک عشر کے واجب ہونے مین کوئی نصاب شرط نہین ہی صاحبین کے نزدیک شرط ہے اور اُنھون نے اسی حدیث سے تمسک کیا ہی جسکا جواب امام ابو حنیفہ کی طرف سے امام شافعی نے نقل فرما کر رد کیا ہی اور اُسکے رد کی کیفیت حاشیہ آیندہ مین مذکور ہے ۱۲

علیه وسلم ابوبکر و عمر و عثمان و علی
واخذوا الصدقات اخذا عاما زمانا
طویلا فما روی عنهم انهم قالوا
لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة
ما رواه عن النبی صلی الله علیه
وسلم الا ابو سعید الخدری ثم اجاب
الشافعی بما حاصله ان الحدیث صحیح
من روایة ابی سعید وجابر موجود فی
کتاب عمرو بن حزم فوجب العمل به ولو
یذکر عن الائمة ان الحدیث ظهر فی زمانهم
فتکلموا فیه قلت بل ذکر مالک سنة
اهل المدینة علی ما روینا عن ابی سعید
(۲۴) عمر بن الخطاب بعث رجلا
من ثقیف علی الصدقة ثم
راه بعد ذلک متخلفا فقال

ابوبکر رض عمر رض وعثمان رض وعلی رض خلیفہ ہوے اور وہ عام طور پر
(بغیر تعیین اس نصاب کے) ایک زمانہ دراز تک صدقات لیتے
رہے پھر ایسے کسی نے نہین روایت کی کہ انھون نے کہا ہو
کہ پانچ وسق سے کم مین صدقہ (فرض) نہین ہی اور
اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوا ابوسعید خدری
کے کسی نے روایت نہین کیا۔ پھر امام شافعی رح نے اسکا
یہ جواب دیا کہ ابوسعید کی اور جابر کی روایت صحیح ہی عمرو بن
حزم کے خط مین موجود ہی پس اسپر عمل واجب ہے اور خلفای راشدین
سے یہ منقول نہین کہ یہ حدیث انکے زمانہ مین ظاہر ہوئی اور
انھون نے اسمین کلام کیا۔ مین کہتا ہون کہ امام مالک نے اہل مدینہ
کا طریقہ اسی کے موافق ذکر کیا ہی جو ابوسعید سے ہمکو روایت ملی ہے
(۲۴) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ثقیف کے
کسی شخص کو صدقہ (کی تحصیل) پر (مقرر کرکے) بھیجا
پھر انھون نے اسکو (جانے مین) تاخیر کرتے ہوے دیکھا
تو فرمایا مین تمھین تاخیر کرتا ہوا دیکھتا ہون حالانکہ

۵۱ امام شافعی کا جواب اس امر کی تسلیم پر مبنی ہی کہ خلفای راشدین کا عمل اس حدیث پر نہ تھا اب بسبب عمل نہونے کی وجہ جو انھون نے بیان فرمائی یعنی حدیث کا نہ معلوم ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہی۔ خلفای راشدین کی خلافت بہت دنون تک رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قطعی حکم تھا کہ جس کسی کو حدیث معلوم ہو مجھسے آکر بیان کرے جب انکو کسی مسئلہ مین حدیث نہ معلوم ہوتی تھی تو مجمع عام کرکے اُس مسئلہ کو پیش کر دیتے تھے تاکہ اگر کسی کو حدیث معلوم ہو تو بتادے اور جب کوئی بتا دیتا تھا اتباع کر لیتے تھے پس ایسی حالت مین ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو انسے کیون نہ بیان کیا حضرت ابوبکر صدیق سے کیون نہ کہا معلوم ہوتا ہی کہ ابوسعید خدری خود جانتے تھے کہ یہ حدیث متروک العمل ہی یا انھون نے حضرت فاروق کے سامنے یہ حدیث پیش کی ہو اور انکو اسکا متروک العمل ہونا معلوم تھا اس سبب اسپر عمل نہ کیا ۱۲ ۵۲ یہ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول ہی انکا جواب بھی امام صاحب کے استدلال کے تسلیم کرنے پر مبنی ہی اب رہا اہل مدینہ کا عمل وہ خلفای راشدین کے ترک عمل کے بعد ہرگز ہمارے نزدیک حجت نہین ہو سکتا ۱۲

ارائک متخلفا ولک اجر غاز فی سبیل اللہ (کنز العمال)

(۲۵) عن ابن الساعدی المالکی قال استعملنی عمر بن الخطاب علی الصدقۃ فلما فرغت منہا وادیتہا الیہ امرنی بعمالۃ فقلت لہ انما عملت للہ واجری علی اللہ فقال خذ ما اعطیت (مسلم)

(۲۶) ابو بکر عن عمر فی قولہ تعالی انما الصدقات للفقراء فقال ہم زمناء اہل الکتاب

(۲۷) ابو بکر عن عطاء ان عمر کان یاخذ العرض فی الصدقۃ وغیرہا زاد فی روایۃ ویعطیہا فی صنف واحد مما سمی اللہ

(اگر تم اس کام کو کرو تو) تمہارے لیے اللہ کی راہ مین جہاد کرنے والے کا ثواب ہوگا (کنز العمال)

(۲۵) ابن ساعدی مالکی سے (روایت ہی) کہ مجھکو عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ (کی تحصیل) پر امقرر کرکے بھیجا تو مین جب اُس سے فارغ ہوا اور سب مال اُنکو دے چکا تو مجھے اجرت کا حکم دیا تو مین نے کہا کہ مین نے صرف اللہ کے لیے کیا ہی اور میری اجرت اللہ کے ذمہ ہی تو اُنھون نے فرمایا کہ جو کچھ دیا جائے لے لیا کرو (مسلم)

(۲۶) ابو بکر سے (روایت ہی کہ) عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالی کے اس قول مین "انما الصدقات" یہ فرمایا کہ یہ اہل کتاب کے لُنجے لوگ ہین۔

(۲۷) ابو بکر عطا سے (راوی ہین) کہ عمر رضی اللہ عنہ صدقہ وغیرہ مین اسباب بھی لے لیا کرتے تھے اور ایک روایت یہ بھی ہی کہ صدقہ کو اللہ کی بتائی ہوئی ایک قسم مین دیدیا کرتے تھے۔

۵۱ امام ابو حنیفہ کے نزدیک زکوۃ اور عشر کا مال کافر کو نہین دیا جاتا گو وہ ذمی ہو اور حضرت فاروق کے اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاری کو صدقہ کا مال دیا جاسکتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ شاید حضرت فاروق کے نزدیک اس آیت مین صدقات سے عام صدقات مراد ہون واجبہ بھی نافلہ بھی - اور نافلہ صدقات کا ذمی کافرون کو دینا جائز ہی یا حضرت فاروق کا اس بیان سے مقصود یہ ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ لوگ اُسمین داخل تھے مگر جب تالیف قلوب کی مصلحت جاتی رہی تو یہ حکم ساقط ہوگیا ۱۲

۵۲ یعنی نقد کی تخصیص نہ کرتے تھے یہی حنفیہ کا مذہب ہے ۱۲

۵۳ یہی مذہب حنفیہ کا ہی امام شافعی کے نزدیک ضروری ہی کہ ہر قسم کو دیا جائے ۱۲

(۲۸) لما قبض رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جاؤا الی ابی بکر لاخذ سہمہم
والی عمر فقال عمر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یعطیکم لیؤلفکم علی
الاسلام فاما الیوم فقد اعز اللہ دینہ
فلیس بیننا وبینکم الا السیف او الاسلام
فانصرفوا الی ابی بکر فقالوا انت الخلیفۃ
ام عمر فاقر ابو بکر رای عمر وابطل سہمہم
وکان ذلک بمحضر من الصحابۃ فصار
اجماعا منہم علی سقوط سہمہم (بنایہ)
(۲۹) ابو بکر عن الحسن قال عمر
اذا تحولت الصدقۃ الی غیر الذی
تصدق علیہ فلا باس ان یشتریہا
(۳۰) ابو بکر عن جماعۃ ان عمر بن
الخطاب صالح نصاری بنی تغلب علی
ان یضعف علیہم الزکوۃ مرتین۔
(۳۱) عن عبد اللہ بن عمر قال کان
الناس یخرجون صدقۃ الفطر علی عہد

(۲۸) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی
تو مؤلفۃ القلوب[۵۱] اپنا حصہ لینے کے لیے ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت مین آئے تو عمر رض
نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو اسلیے
دیتے تھے کہ تمکو اسلام پر راغب کرین لیکن ابتو اللہ نے
اپنے دین کو غالب کر دیا لہذا اب ہمارے تمھارے درمیان
مین یا تلوار ہی یا اسلام تو وہ ابوبکر صدیق کے پاس
لوٹ کر گئے اور کہنے لگے کہ آپ خلیفہ ہین یا عمر تو ابوبکر
صدیق رض نے عمر فاروق کی رائے کو برقرار رکھا اور انکا حصہ بند کر دیا
اور یہ معاملہ صحابہ کے سامنے ہوا تو انکا اجماعی ہوگیا (بنایہ)
(۲۹) ابوبکر حسن سے راوی ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا جب صدقہ اُس شخص کے پاس چلا جائے جسکو
دیا نہین گیا تو صدقہ دینے والا اُسکو مول[۵۲] لے سکتا ہی۔
(۳۰) ابوبکر بہت لوگون سے روایت کرتے ہین کہ عمر
ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے نصرانیون سے اس
شرط پر صلح کی کہ انسے دُگنی زکوۃ[۵۳] لیجائیگی۔
(۳۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین لوگ صدقہ فطر مین

۵۱ یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہی کہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین مگر امام شافعی اسمین
مخالف ہین وہ کہتے ہین کہ اب بھی امام وقت کو بحسب مصلحت اختیار ہی ۱۲ ۵۲ یعنی مکروہ بھی نہین ۱۲
۵۳ زکوۃ سے مراد عشر ہے یہ مسئلہ عشر کے بیان مین بالتفصیل دیکھ لو ۱۲

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صاعا من شعیر او تمر او سلت او زبیب قال قال عبد اللہ فلما کان عمر رضی اللہ عنہ وکثرت الحنطۃ جعل عمر نصف صاع حنطۃ مکان صاع تلک الاشیاء (ابو داؤد)

ایک صاع جو یا چھوہارے یا منقے دیا کرتے تھے عبد اللہ ابن عمر کہتے ہیں پھر جب عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) ہوے اور گیہون کثرت سے ہوا تو اُنھون نے گیہون کا آدھا صاع ان چیزون کے ایک صاع کے برابر کردیا (ابو داؤد)

(۳۲) الشافعی عن عمر بن دینار ان عمر بن الخطاب قال ابتغوا فی اموال الیتامی لا یستھلکھا الزکوۃ

(۳۲) شافعی عمر بن دینار سے (روایت کرتے ہین) کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتیمون کے مال مین تجارت کرو (کہین) زکوۃ[۵۱] انکو ختم نہ کردے -

(۳۳) قال ابو عمرو رای عمر و علی وابن عمر و جابر و عائشۃ و طاؤس وعطاء وابن سیرین ان یزکی مال الیتیم وقال الزھری یزکی مال المجنون (البخاری)

(۳۳) ابو عمرو نے کہا ہی کہ عمر اور علی اور ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور طاؤس اور عطا اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم کی یہ رای ہی کہ یتیم کے مال[۵۲] کی زکوۃ لیجائے اور زہری نے کہا مجنون کے مال کی بھی (بخاری)

(۳۴) عن عمر قال اذا اعطیتم الصدقۃ فاغنوا الغنی من الصدقۃ (کنز العمال)

(۳۴) عمر رضی اللہ عنہ سے (روایت ہی) اُنھون نے کہا کہ جب تم صدقہ[۵۳] دو تو فقیر کو سوال سے بے پروا کردو - (کنز العمال)

(۳۵) عن مکحول ان عمر بن الخطاب

(۳۵) مکحول سے (روایت ہے) کہ عمر بن خطاب رض نے معدن[۵۴] کو

---

[۵۱] زکوۃ سے مراد صدقۂ فطر ہی چنانچہ حضرت فاروق کی طرف امام بخاری نے بھی اسی مذہب کو منسوب کیا ہی - [۵۲] زکوۃ کا مال یتیم پر انکے نزدیک واجب ہونا کسی نے نہین لکھا ۱۲ یہ حدیث امام بخاری نے صدقۂ فطر کے باب مین لکھی ہی جس سے صاف ظاہر ہی کہ زکوۃ سے مراد یہان صدقۂ فطر ہی ۱۲ [۵۳] یعنی صرف اُس دن کے لیے نہ تمام عمر کے لیے ۱۲ [۵۴] یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی امام بخاری نے صحیح بخاری مین اس مذہب پر بہت طعن و تشنیع کی ہی اور اُسکا خلاف حق ہونا بڑے شد و مد سے بیان کیا ہی مگر اس اثر کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ اس مسئلہ مین بے قصور ہین حضرت فاروق کا مذہب انکی طرفداری کر رہا ہی ۱۲

جعل المعدن بمنزلة الركاز في الخمس (كنز العمال)

(۳۶) عن رباح انهم وجدوا قبراً بالمدائن عليه ثياب منسوجة بالذهب ووجدوا معه مالاً فاتوا به عمار بن ياسر فكتب فيه اليه عمر ان اعطهم اياه ولا تنزعه منهم (كنز العمال)

(۳۷) ابوبكر عن الشعبي ان غلاماً من العرب وجد ستوقة فيها عشرة الاف فاتى بها عمر فاخذ منها خمسها الفين واعطاه ثمانية الاف۔

(۳۸) قال عمر رضي الله عنه والله ما احد احق بهذا المال من احد وما انا احق به من احد والله ما من المسلمين احد الا وله نصيب الا عبداً مملوكاً (مسند احمد)

(۳۹) البيهقي سئل عمر بن الخطاب اعلى المملوك زكوة قال لا قيل على من هي قال على مالكه۔

خمس کے بارے مین رکاز مین رکھا ہی (کنز العمال)

(۳۶) رباح سے (روایت ہی) کہ کچھ لوگون نے مدائن مین ایک قبر پائی کہ جس پر کچھ سونے کے تارون کے بُنے ہوے کپڑے تھے اور اسکے ساتھ کچھ مال بھی پایا تھا تو وہ اُسکو عمار بن یاسر کے پاس لے آئے عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے مین اُنکو یہ لکھا کہ یہ انھین کو دیدو[۵۱] اور اسکو اُنسے نہ لو (کنز العمال)

(۳۷) ابوبکر شعبی سے (روایت کرتے ہین) کہ عرب کے کسی غلام نے ایک ظرف[۵۲] (گڑا ہوا) پایا جسمین دس ہزار درم تھے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اسکو لے آیا تو آپنے اُسکا پانچون حصہ یعنے دو ہزار (بیت المال کیلیے) لے لیا اور آٹھ ہزار اُسکو دیدیا۔

(۳۸) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس مال کا کوئی بہ نسبت کسی کے زیادہ حقدار[۵۳] نہین اور نہ مین بہ نسبت کسی کے زیادہ حقدار ہون اسمین سب مسلمانون کا سوا غلام کے حصہ ہی (مسند احمد)

(۳۹) بیہقی (سے روایت ہی) عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا غلام پر زکوۃ[۵۴] (فرض) ہی فرمایا نہین کہا گیا اُسکی زکوۃ کسپر (فرض) ہی۔ فرمایا اُسکے مالک پر۔

---

۵۱ معلوم ہوا کہ قبر پر سے جو مال ملے وہ رکاز نہین ہی بلکہ جسکی قبر ہے اُسکے ورثا کو وہ مال دیدینا چاہیے ۱۲ ۵۲ یہ رکاز کا مسئلہ ہی رکاز کے بیان مین مفصل دیکھو ۱۲ ۵۳ یہ غنیمت کے مال کا ذکر ہی کیونکہ زکوۃ کے مال مین سوا فقیرون کے اور کسی مسلمان کا حق نہین ہوتا ۱۲ ۵۴ زکوۃ سے مراد یہان صدقہ فطر ہی۔ غلام کا صدقہ فطر اُسکے آقا پر واجب ہوتا ہی ۱۲

(۴۰) عن عدی بن حاتم قال اتیت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فی اناس من قومی فجعل یفرض للرجل من الفین و یعرض عنی قال فاستقبلتہ فاعرض عنی ثم اتیتہ من حیال وجھہ فاعرض عنی قال فاستقبلتہ فاعرض عنی قال فقلت یا امیر المومنین اتعرفنی قال فضحک حتی استلقی لقفاہ ثم قال نعم واللہ انی لاعرفک امنت اذ کفروا واقبلت اذ ادبروا ووفیت اذ غدروا وان اول صدقۃ بیضت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و وجوہ اصحابہ صدقۃ علی جئیت بہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخذ یعتذر ثم قال انما فرضت لقوم اجحفت بھم الفاقۃ وھم سادۃ عشائرھم لما ینوبھم من الحقوق (مسند الامام احمد)

(۴۰) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے (روایت ہی) اُنھون نے کہا کہ مین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے کچھ لوگون کے ہمراہ آیا تو وہ ایک شخص کا دو دو ہزار درم سے حصہ لگانے لگے اور مجھسے اعراض کرتے رہے تو مین اُسکے سامنے گیا مگر مجھسے مُنہ پھیر لیا عدی کہتے ہین پھر تو مین نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ مجھے پہچانتے ہین تو وہ ہنس دیے یہانتک کہ (جب کام ختم کرکے) لیٹ گئے تو بولے کہ ہان اللہ کی قسم ضرور مین تمھین پہچانتا ہون کہ تم اُسوقت ایمان لائے کہ جب لوگ کافر تھے اور تم اُسوقت (اسلام کیطرف) متوجہ ہوے جب لوگ پیٹھ پھیر (کر بھاگ) رہے تھے اور تمنے (عہد الٰہی کو) اُسوقت پورا کیا جب لوگ عہد شکنی کررہے تھے اور بیشک (سب سے) پہلا صدقہ جسنے آنحضرت صلعم اور آپکے چہرون کو بشاش کردیا حضرت علی مرتضی کا تھا کہ جب وہ آپکے سامنے لایا گیا تو آپنے معذرت کے ساتھ اُسے لے لیا پھر فرمایا کہ یہ تو اُن کے لیے جائز کیا گیا ہو جنکو فاقہ نے کمزور کردیا ہو اور وہ اپنے قبیلہ کے متکفل ہون اُن حقوق مین جو اُنکو پہونچتے ہین۔ (مسند امام احمد)

فہرست مضامین جلد چہارم علم الفقہ

صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون	صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون
۱	حوض	لفظ زکوۃ کے لغوی اور اصطلاحی معنے	؍؍	حاشیہ	عراقی اور حجازی صاع کا فرق
۲	؍؍	اور وجہ تسمیہ زکوۃ بھی اگلی امتون پر	؍؍	حوض	زکوۃ کے واجب ہونے کی شرطین
؍؍	؍؍	فرض تھی۔	۲۴	حاشیہ	زیور پر زکوۃ کے واجب ہونیکی دلیل
؍؍	؍؍	زکوۃ کی فضیلت اور تاکید۔	۲۵	حوض	زکوۃ کے صحیح ہونے کی شرطین
؍؍	؍؍	قرآن مجید مین زکوۃ کا ذکر نماز کے	۲۶	حوض	سائمہ جانورون کی زکوۃ
؍؍	؍؍	ساتھ بتیس ۳۲ جگہ ہی۔	۲۷	حاشیہ	گھوڑون پر زکوۃ کے فرض ہونے
؍؍	؍؍	زکوۃ کے متعلق پچیس آیتین۔	؍؍	؍؍	کی دلیل
۹	؍؍	زکوۃ کی تاکید وفضیلت مین احادیث	۳۱	حوض	چاندی سونے اور تجارتی
۱۲	؍؍	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جود	؍؍	؍؍	مالون کا نصاب
؍؍	؍؍	وسخا کے حالات۔	۳۲	حاشیہ	چاندی سونے کے نصاب کی تحقیق
۱۴	؍؍	زکوۃ کی تاکید وفضیلت مین صحابہ	؍؍	؍؍	اُس نصاب کے موافق انگریزی
؍؍	؍؍	کے آثار	؍؍	؍؍	روپیہ کی تعداد
۱۷	؍؍	زکوۃ کے متعلق اصطلاحی الفاظ کی تشریح	۳۵	حوض	زکوۃ کے مسائل
۱۸	؍؍	درم کا صحیح وزن۔	۳۸	؍؍	قرضدار کے اوپر زکوۃ فرض ہی
؍؍	حاشیہ	درم کے وزن کی تحقیق	؍؍	؍؍	یا نہین اور قرض کی قسمین
۱۹	حوض	صاع کا وزن انگریزی سیر حساب سے	۴۱	حاشیہ	امام ابویوسف پر لوگون کا افترا

صفحہ	حاشیہ یا متن	مضمون	صفحہ	حاشیہ یا متن	مضمون
۴۱	حوض	عشر کے مسائل	۵۹	״	رکاز یعنی زمین کے اندر سے
۴۲	״	عشر اور زکوۃ مین فرق	״	״	نکلے ہوے مال کا بیان
۴۳	״	کس قسم کی زمین پر عشر فرض ہو	۶۱	״	صدقۂ فطر کا بیان۔
۴۴	״	عشری زمین کی تعریف	״	״	صدقۂ فطر کے مسائل
۴۶	״	ہندوستان کی زمینون کا	۶۷	״	زکوۃ کے متعلق چالیس حدیثین
״	״	عشری ہونا	״	״	زکوۃ کی فضیلت و تاکید مین
۴۷	״	خراجی پانی کی قسمین	״	״	تیرہ حدیثین
۴۸	״	قبل ادا کرنے عشر کے غلہ وغیرہ	۷۱	״	چودھوین حدیث گھوڑے
״	״	کا استعمال	״	״	اور غلام پر زکوۃ نہین
״	״	عشر کے جزئی مسائل	״	״	پندرھوین حدیث ایک عزیز کا
۴۹	״	ساعی اور عاشر کا بیان	״	״	دوسرے کیطرف سے زکوۃ دیدینا
۵۱	״	زکوۃ اور عشر کے مستحق کون لوگ ہین	۷۲	״	سولھوین حدیث زیور پر زکوۃ
۵۵	حوض	زکوۃ کا مال غیر مستحق لوگون کو دینا	״	״	سترھوین حدیث ہر تجارتی مال پر زکوۃ
״	״	جائز نہین	״	״	اٹھارھوین حدیث عامل کو اپنی پسند سے
۵۶	״	زکوۃ کا روپیہ کسی کو دیتے وقت	״	״	زکوۃ کا مال اپنی اجرت مین لینا جائز نہین
״	״	اسکو یہ بتانا ضروری نہین کہ یہ	״	״	انیسوین حدیث تیس گایون
״	״	مال زکوۃ کا ہے۔	״	״	سے کم مین زکوۃ نہین
۵۷	״	زکوۃ کے مصارف کے کچھ جزئیات	۷۴	״	بیسوین حدیث چاندی لیدر اونٹ کا نصاب

صفحہ	حاشیہ یا عنوان	مضمون	صفحہ	حاشیہ یا عنوان	مضمون
۷۴	حوض	اکیسوین حدیث رکاز کا مسئلہ	۷۶	حوض	کرنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے
″	″	بائیسوین حدیث زکوٰۃ مین کس	۷۷	″	اکتیسوین حدیث صدقہ کا مال ہدیۃً
″	″	طرح کا جانور لیا جائے۔	″	″	لینا درست ہے
۷۵	″	تیئیسوین حدیث گھوڑے اور غلام	″	″	بتیسوین حدیث احتیاج اور ضرورت
″	″	پر زکوٰۃ نہین اور چاندی کا نصاب	″	″	کے وقت صدقہ دینا۔
″	″	چوبیسوین حدیث شوہر اور لڑکے	۷۸	″	تینتیسوین حدیث سوال کی ممانعت
″	″	کو صدقہ دینا۔	″	″	چونتیسوین حدیث آلِ رسول کو صدقہ
″	″	پچیسوین حدیث آل رسول کو	″	″	لینا حلال نہین۔
″	″	صدقہ لینا جائز نہین۔	″	″	پینتیسوین حدیث صدقہ کا مال غنی کو
″	″	چھبیسوین حدیث عامل زکوٰۃ	″	″	صرف پانچ صورتون مین جائز ہے
″	″	سے حساب لینا۔	″	″	چھتیسوین حدیث سوال کی برائی
۷۶	″	ستائیسوین حدیث عشر کس قسم کی	۷۹	″	سینتیسوین حدیث اپنی اولاد پر خرچ
″	″	پیداوار پر ہوتا ہے۔	″	″	کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔
″	″	اٹھائیسوین حدیث صدقہ فطر کی	″	″	اڑتیسوین حدیث کسی کو صدقہ دیکر
″	″	مقدار اور وہ کن لوگون پر واجب ہوتا ہے	″	″	واپس لینا نہ چاہیے
″	″	انتیسوین حدیث زکوٰۃ کی تحصیل	۸۰	″	انتالیسوین حدیث بنی ہاشم کے غلام کو
″	″	کرنے والے کو معاوضہ لینا۔	″	″	بھی زکوٰۃ کا مال لینا درست نہین
″	″	تیسوین حدیث اپنی بی بی پر خرچ	″	″	چالیسوین حدیث سوال کی برائی

صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون	صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون
۸۰	حوض	قناعت کی بزرگی	۸۵	حوض	دسوان اثر بے رضامندی مالک
۸۱	"	زکوۃ کے متعلق امیر المومنین فاروق	"	"	کے عمدہ جانور زکوۃ مین لینا
"	"	اعظم رضی اللہ عنہ کے چالیس اقوال	"	"	درست نہین۔
"	"	زکوۃ کی تاکید و فضیلت مین دو اثر	۸۶	"	گیارہوان اثر تجارت کے
۸۲	"	تیسرا اثر تجارتی مالون پر زکوۃ	"	"	مال مین زکوۃ
"	"	چوتھا اثر زیورون پر زکوۃ	"	"	بارھوان اثر پانی بھرنے والے
۸۳	"	پانچوان اثر حضرت فاروق کا	"	"	اونٹون پر زکوۃ نہین۔
"	"	مقدس خط اونٹ اور بکری کا	۸۷	"	تیرھوان اثر گھوڑون کی زکوۃ
"	"	نصاب چاندی کا نصاب	"	"	چودھوان اثر زکوۃ ہر سال
۸۴	"	چھٹا اثر جانورون کے زکوۃ	"	"	نکالنا چاہیے چاہے گرانی کا
"	"	کے کچھ مسائل	"	"	سال ہو چاہے ارزانی کا۔
۸۵	"	ساتوان اثر بیت المال مین	۸۸	"	پندرھوان اثر چاندی کا نصاب
"	"	مال کے جمع رہنے سے زکوۃ	"	"	سولھوان اثر زکوۃ مین کس
"	"	نہین پڑتی۔	"	"	قسم کا جانور لیا جائیگا۔
"	"	آٹھوان اثر مالک کی غیبت	۸۹	"	سترھوان اثر ایضاً
"	"	مین اسکے مال سے زکوۃ لے لینا	"	"	اٹھارہوان اثر۔ سبزیون پر
"	"	نوان اثر قرض کے منہا کرنے	"	"	زکوۃ نہین
"	"	کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔	"	"	انیسوان اثر شہد پر عشر

صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون
۹۰	حوض	بیسوان اثر کسی کے مال کی
"	"	تفتیش کرنا۔
"	"	اکیسوان اثر مسلمان سے
"	"	عشر لینا۔
"	"	بائیسوان اثر غیر ولی کو صدقہ
		دینا
"	"	تیئیسوان اثر عشر کے لیے
"	"	نصاب کی تعئین۔
۹۲	"	چوبیسوان اثر صدقہ کا تحصیل
"	"	کرنا بھی ثواب ہی۔
"	"	پچیسوان اثر صدقہ کے تحصیل
"	"	کرنے کا معاوضہ لینا۔
"	"	چھبیسوان اثر مستحقین
"	"	صدقہ۔
"	"	ستائیسوان اثر جو لوگ مستحق
"	"	صدقہ ہین انمین سے کیسکو
"	"	دینا کافی ہی۔
۹۳	"	اٹھائیسوان اثر مولفۃ القلوب کو

صفحہ	حاشیہ یا حوض	مضمون
۹۳	حوض	زکوۃ کا مال نہ دیا جائے۔
"	"	انتیسوان اثر صدقہ دی
"	"	ہوئی چیز کا مول لینا کب
		درست ہی۔
۹۴	"	تیسوان اثر تغلبی نصرانیون پر
"	"	دونی زکوۃ۔
"	"	اکتیسوان اثر صدقہ فطر کی
"	"	مقدار وغیرہ۔
"	"	بتیسوان اثر یتیمون کے
"	"	مال پر زکوۃ
"	"	تینتیسوان اثر مجنون کے
"	"	مال پر زکوۃ۔
۹۵	"	چونتیسوان اثر ایک فقیر کو کتنا
"	"	صدقہ دینا چاہیے
"	"	پینتیسوان اثر معدن اور
"	"	رکاز کا حکم۔
"	"	چھتیسوان اثر کسی مردہ
"	"	کے قبر پر کا چڑہاوا۔

صفحہ	حاشیہ یا ضمن	مضمون	صفحہ	حاشیہ یا ضمن	مضمون
۹۵	ضمن	سینتیسواں اثر پڑا ہوا مال اگر ملجائے۔	۹۶	〃	انتالیسواں اثر صدقۂ فطر غلام پر بھی ضروری ہے
۹۶	〃	اڑتیسواں اثر غنیمت کے مال کا حکم	〃	〃	چالیسواں اثر غیر محتاج کو زکوٰۃ کا مال دینا۔

الحمد للہ کہ علم الفقہ کی
چوتھی جلد
تمام ہوگئی

عشر کا مسئلہ لکھتے وقت مجھے خود تردد تھا کہ ہندوستان کی زمینون پر عشر ہی یا نہین فقہاے متاخرین کی بعض بعض اشارات سے ایسا ظاہر ہوا ہی - قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مالابد مین لکھدیا ہی کہ ہندوستان مین نہین ہی مگر چونکہ انھون نے اسکی کوئی دلیل نہین بیان کی نہ اپنا مستند ظاہر کیا ہی لہذا اطمینان نہوا اور اسوقت تک دلمین یہی بات آتی ہی کہ ہندوستان مین عشری زمینین ہین چنانچہ مین نے یہی لکھدیا لیکن انشاء اللہ اگر کوئی صاحب اسکے خلاف تحقیق کرکے مجھے مطلع فرمائین گے یا آیندہ خود مجھے کوئی اور بات معلوم ہوگی تو مین بے تامل اپنی اس تحریر سے رجوع کرونگا -

علما کی خدمت مین اس امر کی تحقیق کے لیے خطوط بھیجے گئے مگر افسوس صرف دو جگہ سے جواب آیا جو نقل کیا جاتا ہی - ایک جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے یہان سے دوسرا مدرسۂ اسلامیہ دیوبند سے سوال کی عبارت جو کہ علما کی خدمت مین بھیجا گیا یہ تھی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما بعد اُدمصلیا کیا فرماتے ہین علماے حنفیہ کہ ہندوستان کی زمینون پر عشر ہی یا نہین قرآن مجید مین تو وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ مطلق ہی کسی مقام خاص کی قید نہین اسی طرح احادیث مین بھی جہان عشر کا حکم دیا گیا ہی کوئی تخصیص نہین کی گئی اور جواب جو آئے اُن کی عبارت یہ ہی

جو زمین عشری ہو اُس پر عشر واجب ہی اور جو خراجی ہی اُس پر خراج واجب ہی جو زمین مسلمان کے پاس مسلمانون کے پاس سے آئی ہی وہ خراجی ہی اور جسکا حال معلوم نہ ہوا اور مسلمانون کے پاس ہو وہ بھی بظاہر حال عشری ہی سمجھی جاویگی اور جو زمین عشری ہو اُسکا عشر فقرا کو دینا چاہیے اور جو خراجی ہو اُسکا خراج سرکاری محصول مین محسوب ہو جاویگا مستقل درخراج دینے کی حاجت نہ ہوگی فقط واللہ تعالی اعلم - بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مہر

ہندوستان کی زمین جو مملوک اہل اسلام ہی اُسپر عشر واجب ہی اور اصل یہ ہی کہ اہل اسلام پر عشر واجب ہوتا ہی اور کفار پر خراج احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان اگر کافر سے زمین خراجی خریدے تو وہ خراجی ہی رہتی ہی مگر ابتدا ً اہل اسلام پر خراج لازم نہین ہوتا بلکہ عشر لازم ہوتا ہی کیونکہ عشر مین معنی عبادت کے ہین اور وہ زکوۃ ارض ہی لہذا محل اُسکے اہل اسلام ہین یہی وجہ ہی کہ جس ملک کو بادشاہ اسلام فتح کر کے غانمین و غیر غانمین مسلمین کو تقسیم کر دیوے یا وہان کے رہنے والے مسلمان ہو جاوین اور وہ اراضی اُنھین کو دیجاوین تو سب عشری ہین پس ہندوستان کی زمینین ان دو امور سے خالی نہین یا مالک اُنکے مسلمان ہو گئے اور وہ اراضی اُنکے پاس چھوڑی گئی یا عطایاے سلطانی ہین جو وقتاً فوقتاً بادشاہان اسلام نے اُنکو دیے ان دونون قسمون پر عشر واجب ہی تیسرا یہی احتمال ہی کہ بعض اراضی جو اول سے کفار کے پاس چھوڑی گئی ہون اور اُنپر خراج مقرر کیا گیا ہو اور وہ کسی طرح اہل اسلام کے پاس آگئی ہون وہ اب بھی خراجی رہیگی مگر چونکہ یہ امر مشخص و ممیز ہوتا دشوار ہی و نیز شاذ و نادر ہی بلکہ اکثر مسلمانون کے پاس اسوقت وہی اراضی ہین کہ جو اونکے آبا و اجداد کو بادشاہ اسلام نے دی تھی یا اُنھون نے مسلمانون سے خریدی ہین یا سرکار انگلشیہ نے بعض اہل اسلام کی اراضی بعض کو دی ہین اسلیے ان جملہ اقسام مین عشر واجب ہی اور شاذ و نادر کو معدوم سمجھکر جمیع اراضی ہمکو کہ اہل اسلام کو عشری کہا جاوے گا اور محصول سرکاری سے جو اسوقت دیا جاتا ہے عشر ساقط نہ ہو گا - قال فی الدالمختار ردا سلم اہلہ او فتح عنوۃ و قسم بین جیشنا عشریۃ لانہ الیق بالمسلم - فقط واللہ تعالے اعلم -

(مہر)

دفتر النجم کی چند مخصوص اور بیش بہا کتابونکی فہرست

علم الفقہ - جسمین حنفی فقہ کی مستند کتابون سے تمام ضروری مسائل عام فہم اُردو زبان مین منتخب کیے گئے ہین چند امور قابل قدر ہین (۱) زبان صاف اور سلیس طرز بیان دلکش ہے (۲) ہر مسئلکی خصوصًا اختلافی مسائل کی بہت تحقیق کی گئی ہے محقق اور مفتے بہ اقوال لکھے گئے ہین (۳) حتی الامکان کوئی ضروری مسئلہ چھوٹنے نہین پایا فقہکی کسی دوسری کتاب مین ایسے بکثرت مسائل یکجا نہ ملینگے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس اور خوش آیند ہے (۵) موقع موقع سے احادیث بھی لکھی گئی ہین (۶) ہر جلد کے آخر مین ایک چہل حدیث اور چالیس اقوال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھی لکھے گئے ہین یہ بھی ایک نایاب ذخیرہ ہے اس کتاب کو دیکھکر مذہبی مسائل سے اچھی طرح واقفیت ہوسکتی ہے چھہ جلدین اس کتاب کی بالفعل تیار ہین جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد دوم مین نماز کا بیان قیمت عہ/ جلد سوم مین روزہ کا بیان قیمت ۸/ جلد چہارم مین زکوۃ و عشر وغیرہ کے مسائل ہین قیمت ۸/ جلد پنجم مین حج و زیارت کا بیان ہے قیمت ۸/ جلد ششم مین نکاح کا بیان قیمت ۸/ سب جلدون کے خریدار سے للعہ/

ترجمہ اسد الغابہ - یہ وہی مقدس کتاب ہے جسمین ۵ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہین زبان اُردو مین آجتک کوئی کتاب ایسی نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ النجم نے اس کمی کو پورا کردیا ۸ جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۶۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ دوسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ تیسری جلد مین (۵۷۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ چوتھی جلد مین (۷۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ پانچوین جلد مین (۶۲۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ چھٹی جلد مین (۸۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ آٹھوین جلد مین (۵۹۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ىعہ/ سب جلدون کے خریدار سے قیمت فی جلد عہ/

مضامین مناظرہ - پورا لطف دیکھنے سے معلوم ہوگا سلیس و دلچسپ اُردو مین علمی تحقیقات قرآن وحدیث کے معرکۃ الآرا مسائل شیعون کے عقائد کی تنقید انکے امام مولوی حامد حسین کی کتاب استقصا کے عجیب غریب لطیفے غرض عجیب بحث ہے وہ دلچسپ ہے پانچ حصے تیار ہین پہلے اور دوسرے مین علاوہ بہت سے کارآمد مضامین کے قرآن کریم کے متعلق ایسے انیق مباحث ہین جنکے دیکھنے سے ایمان تازہ رہتا ہے اور قرآن پاک کی عظمت و جلالت ظاہر ہوتی ہے قیمت حصہ اول ۱۲/ دوم ۸/ تیسرے چوتھے پانچوین مین فن حدیث کے مباحث مین جو اب تک اُردو مین نہ لکھے گئے تھے حصہ سوم ۸/ حصہ چہارم ۸/ حصہ پنجم ۸/

چہل حدیث حضرت امام ربانی۔ حدیث شریف مین ہی کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا اس بنا پر اکثر علما نے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی یہ چہل حدیث امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہی بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز روزہ کے متعلق جمع کی ہین ابتک طبع نہوئی تھی اسکا ترجمہ کرکے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہی اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہی اس قابل ہی کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے قیمت ۲ر دس جلدون کے خریدار سے عـہ

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ جسقدر فقہی اختلافات امت مرحومہ مین ہوے سب کے وجوہ و اسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہین کہ پوری تشفی ہوجاتی ہی سیکڑون کتابون کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہی قیمت ۶ر تین جلدون کے خریدار سے صرف عـہ

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ ابتک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا بحمد اللہ کہ اس کتاب کا ترجمہ شروع ہوگیا پہلی جلد کامل موجود ہی جسمین آغاز آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت [illegible]

تحقیق المسائل الاربعین مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان مین جو مسائل مختلف فیہ ہین انکا نہایت معقول فیصلہ اس مختصر اور جامع کتاب مین موجود ہی علاوہ اسکے اجماع و قیاس کا حجت شرعی ہونا مجتہد اور اجماع کی تعریف انکے اقسام ائمہ اربعہ کی تقلید کی حکمت مذہب حنفی کے وجوہ ترجیح چار مصلون کے طعن کا جواب تقلید کا آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ افعال صحابہ علما و فقہا وغیرہم سے ثبوت آخر کتاب مین ایک قابل قدر رسالہ بھی ہی پوری کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہی قیمت ۱۲ر ۵ جلدون کے خریدار سے صرف عـہ

مطابقۃ الکلم السنہ رد شیعہ مین بے نظیر کتاب ہی اسکے دیکھنے کے بعد مذہب شیعہ کی پوری حقیقت معلوم ہوجاتی ہی اہل سنت کے خالص عقائد کا ضروری علم اچھی طرح حاصل ہوجاتا ہی استدلال کی قابلیت اور شیعون کی عجیب و غریب روایتون کا لطف دیکھنے پر موقوف ہی تھوڑے نسخے رہگئے ہین قیمت ۸ر چار جلدون کے خریدار سے فی جلد ۶ر

المنطق سلیس اردو مین علم منطق کی اصطلاحات کا حل مبتدیون کے لیے بکار آمد چیز ہے۔ ترتیب و طرز اداء جدید۔ اکثر مثالین فقہ و کلام کے مسائل سے دی ہین۔ قیمت ۲ر

الفلسفہ قدیم یونانی فلسفہ سے واقف ہونے کے لیے بکار آمد رسالہ ہی قیمت ۲ر

ناشر محمد عبد الشکور مدیر النجم عمدۃ المطابع لکھنؤ